رجسٹرڈ نمبر اے ۲۴۲۳

علمی، ادبی، اقتصادی، تاریخی، سیاسی، اردو عربی

ماہنامہ

قائد

مراد آباد

...ئیر مسئول	ترسیل زر کا پتہ	قائد التحریر
...ن الدین اختر اسلامی	(مولانا حکیم) انظار احمد فیل خانہ مراد آباد	سید محمد میاں

...الانہ کلبر عہ/ ... ششماہی کا ... عہ/ ... ۱۲/

برقی پریس سے چھپا کمپنی مراد آباد

فی پرچہ ۳/ نمونہ مفت

تاریخ القائد
۱۳۵۷ھ

قواعد و ضوابط رسالہ

جریدہ خجستہ بنیاد
۱۳۵۷ھ

(۱) رسالہ کا نیا سال محرم سے شروع ہوتا ہے اور قمری ماہ کی ۷ تاریخ تک رسالہ تیار ہو جاتا ہے۔ اگر ڈاک خانے میں پہنچا دیا جاتا ہے

(۲) اندرون ہند قمری ماہ کی ۱۵ تک رسالہ نہ پہنچے یا غلطی سے قسم اول کی بجائے قسم دوم پہنچ جائے تو فوراً مطلع فرمایا جائے

(۳) قمری ماہ کی ۲۵ تاریخ کے بعد رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ہوگی تو رسالہ قیمت سے بھیجا جائے گا۔

(۴) پتہ صاف اور خوشخط تحریر فرمایا جائے۔ اگر انگریزی کے پتہ کی ضرورت ہو تو اس سے بھی مطلع فرمایا جائے

(۵) خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

(۶) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے۔ ورنہ دفتر جواب کا ذمہ دار نہیں ہوگا

(۷) مہذب اشتہارات شائع کئے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اجرت پیشگی ادا فرمائی جائے۔

(۸) مہذب اور مستند مضامین شائع کئے جا سکتے ہیں۔ مگر مسلک کے مخالف مضامین پر سنجیدہ تبصرہ بھی کیا جائیگا

(۹) چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہیے۔

(۱۰) ترسیل زر بنام مولانا حکیم انظار احمد صاحب مدیر انتظامی رسالہ قائد مراد آباد ہونا چاہیے۔

(۱۱) ایجنسی کی شرائط خط و کتابت سے طے کی جائیں۔

(۱۲) چونکہ نمبر ۷ سے پہلے رسالے دفتر میں باقی نہیں رہے۔ لہذا مسلسل مضامین کے متعلق یہ تجویز کیا گیا ہے کہ اگر آخری ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ تک کم از کم ڈھائی سو فرمائشیں موصول ہو جائیں تو نمبر ۶ تک کے مسلسل مضامین کی کاپیاں طبع کرا کر فرمائش کنندگان کی خدمت میں بھیجدی جائیں گی۔ بشرطیکہ وہ آئندہ سال کا چندہ ماہ محرم ہی میں ادا فرمانے کا وعدہ فرمالیں۔ یعنی ابتدائے محرم سے خود کو خریدار قرار دے لیں۔

شرح چندہ

اندرون ملک		بیرون ملک
سالانہ	ششماہی	
عمدہ کاغذ عہ۱۲ر	عمہ	عمدہ کاغذ ۴ شلنگ
معمولی کاغذ عہ	۱۲ر	معمولی کاغذ ۳ شلنگ
		نمونہ — مفت

اجرت اشتہارات

ایک صفحہ		½ صفحہ	¼ صفحہ
ایک مرتبہ	ملے	صرر	عاا ر
ایک سال یعنی ۱۲ مرتبہ	معہ	للعہ	۲عہ

بلند پایہ علمی رسالوں میں سب سے سستا

علمی — مذہبی — تاریخی — سیاسی — اقتصادی — اردو — عربی

ماہنامہ "قائد"

زیر سرپرستی شیخ الہند سیدنا حضرت علامہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی

جو ہندوستان کے منتخب اور سربرآوردہ علماء کی قلمی اور مالی امداد سے نہایت آب و تاب کے ساتھ ہر مہینہ مرادآباد سے شائع ہوتا ہے اور جس نے صرف ۱۱ ماہ کے عرصہ میں علمی طبقہ میں رسوخ اور عام مقبولیت حاصل کر لی ہے۔ ۵ محرم الحرام کو نہایت آب و تاب کے ساتھ تقریباً دو سو صفحات پر

سالگرہ نمبر

شائع کرے گا۔ جس میں مندرجہ ذیل عجیب و غریب علمی عنوانات پر خاص اور یادگار مباحث ہونگے

(۱) رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کا سیاسی اور انقلابی پہلو

(۲) عقیدۂ توحید کا اثر سیاسیات عالم پر

(۳) عقیدہ رحمۃ للعالمین اور سیاسی فوائد

(۴) آسمانی حکومت کی تصویر

شعراء ملک کا اچھوتا کلام ———— علماء امت کے بلند پایہ مقالات

قدیم خریداران اور جو حضرات یکم محرم الحرام ۱۳۵۸ھ تک خریدار بن جائیں انکی خدمتمیں

مفت

پیش کیا جائیگا۔ اس کے بعد عمدہ کاغذ عہ اور معمولی کاغذ ۱۲ر میں مل سکیگا

رسالہ بہت زیادہ تعداد میں طبع ہو رہا ہے مشتہرین کیلئے زریں موقع ہے

خاص رعایت سے فائدہ اٹھائیں اور پتہ ذیل پر خط و کتابت سے معاملہ طے کریں

مولانا حکیم انتظار احمد۔ مدیر انتظامی رسالہ "قائد" محلہ فیل خانہ مرادآباد

قائد کی آواز

آپ ہر سننے والے کان اور سمجھنے والے دل تک پہنچا دیجئے

کانگریس اور لیگ وغیرہ کے تنازعات سے بالا ہو کر

حکومت الٰہی یا آسمانی حکومت۔ اس کا نصب العین ہے

جس کے سایہ میں ہر انسان روحانی اطمینان اور راحت و آرام کی زندگی حاصل کر سکتا ہے

سیاسیات مسلم کے ماتحت مضامین کو

غور سے مطالعہ فرمائیے۔ خود سمجھئے۔ غور فرمائیے اور کمیونزم۔ سوشلزم۔ فاسیزم کی تاریکیوں میں رحمۃ للعلمین صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نور کو ہر اونچے محل اور کچے جھونپڑے تک پہنچا دیجئے۔

چنگیز اور ہلاکو کی تباہکاریوں کے بعد جس نور نے تاتاریوں کو منور کیا تھا کیا عجب ہے وہ پھر اپنی معجزانہ تاریخ کا اعادہ کر کے تاریک دنیا کو بقعہ نور بنا دے۔ ع تاثیر کا خواہاں ہوں محتاج کو داد دے

نمبر ا | فہرست مضامین ماہنامہ قائد بابت ماہ ذوالحجہ ۱۳۵۷ھ | جلد ا

مکتوب گرامی

حضرت علامہ غازی منصور انصاری دام ظلہ۔

رسالہ قائد کے متعلق رائے عالی مسلک کی توضیح سورۃ فاتحہ کی سیاسی تفسیر کے ترجمہ کی اصلاح

حضرت موصوف نے سیاسی تربیت گاہ پر نہایت بامعنی اور بصیرت افروز رائے تحریر فرمائی ہے جس کو انشاء اللہ آئندہ نمبر میں شائع کیا جائیگا۔

نیز ڈاکٹر محمد اشرف صاحب کی طویل تحریر۔ جو درحقیقت ایک علمی اور پرمغز تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں شائع ہوگی۔

(معذرت) رسالہ شق العین عن حق علی وحسین" وغیرہ کی اشاعت نے مجبور کردیا کہ ہم مکتوب کو بتمامہ شائع کردیں۔

اللہ

یکم ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ - کابل

مکرمی جناب مولانا قائد القائد"، السلام علیکم۔ آپنے میرے دردِ دل کو "قائد" کے صفحات کے توسط سے امت وسط میں تقسیم فرمانا شروع کردیا۔ بارک اللہ فی جہادکم الاکبر۔ حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ بھی موزوں اور نہایت بروقت شائع فرمایا۔ جزاکم اللہ! حکومت الٰہی کے احیاء کا سہرا حضرت شاہ صاحب ہی کے سر ہے۔ اس کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی جماعت نے حضرت سید احمد صاحب و مولانا عبدالحی و صاحب و مولانا محمد اسمٰعیل صاحب رحمہم اللہ کے ذریعہ سے عملی قدم اٹھایا اور ناکام ہوئے۔ زاں بعد قاسم الخیرات اور نواب شبیر علی خاں وغیرہم نے ۵۷ھ میں جہاد فرمایا۔ مگر وہ بھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکے۔ وجہ یہ تھی کہ مدعیان اسلام اُس روح کو کھو چکے ہیں جس کے ذریعہ سے ان زندہ جان مہمات کو سر کیا جا سکتا ہے۔ ناکامی کے بعد قاسم کا ایجاد مدارس اسلامی کا کارنامہ اسی مطلوبہ روح کو امت مدعی اسلام میں پھونکنے کے لئے تھا مگر بُرا ہو مدعیانِ اسلام کی خاصیت جمود وقعود کا کہ اس نے قاسمی مدارس کو راہبانِ ماضیہ کے صومعے بنا چھوڑا۔ اور اس واقعہ کے چہرہ سے اس وقت نقاب اُٹھا جبکہ قاسم ثانی یا قاسم کے سپوت (حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہٗ) نے جمعیۃ الانصار کی تاسیس فرماکر قاسمی مدارس کی حقیقت کو روشنی

میں لانا چاہا۔ تمام جماعت بجبر کر چاروں طرف سے اپنے مسیحا "اس قاسم ثانی" پر جھپٹ پڑی کہ:۔ "لینا اس گمراہ مردود کو" چنانچہ اس کو مجسمہ ناکامی و نامرادی بناکر دیس نکالا دیدیا۔ اگرچہ روح قاسمی عزم محمود کی صورت بدل کر ان بے روح جامد، قاعد مخاصمین کو نیچا دکھا ہی دیا۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ: ابتک بھی ہماری جماعت اس نامحمود رہبانی اثر سے پوری طرح نہیں نکل سکی ہے۔ ایک جماعت ممکن نہیں کہ: قعود کو چھوڑ کر جاھد بن سکے تاوقتیکہ اُس کے ہاتھ میں ایک سیاسی مسلک اور قناعت آفرین سلطنتی نظامنامہ نہو۔ شکر ہے کہ آپ نے اس کمی کے پورا کرنیکی سعی "قائد" کے ذریعہ سے شروع فرمادی ہے۔ والاتمام من اللہ الکریم!

آپ اور آپؐ کے رفقاء کار اپنے بزرگوں (شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، سید احمد صاحب شاہ اسمٰعیل، مولانا قاسم، اور شیخ الہند) رحمہم اللہ کی پیشانیوں سے متواتر ناکامیوں کے کلنک کا ٹیکہ دور فرما سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے جہاد اکبر تبلیغی کے ذریعے سے اپنی جماعت کی روح میں "مسلک سیاسی" کو پیوست کرکے اُسے قابل بنادیں کہ وہ دنیا کے مخترعہ سیاسی مسلکوں (اشتراکیت، جمہوریت، فسطائیت وغیرہ کی پروپیگنڈا) کو تیغ مبین حاصل کرکے شریعت شریف کو قانع کر چھوڑے کہ: اس کا بھلا صرف وصرف اسی میں ہے کہ: وہ اپنے کلیہ میں ربانی فطری مسلک پر حکومت وسلطنت قایم کرے۔ خدائے کارساز آپ کی اعانت فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا نے سورہ فاتحہ کی سیاسی تفسیر میں کچھ غلطیوں کی اصلاح بھی فرمائی ہے جو صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائی جائے۔

بشارت عظمیٰ

سالگرہ نمبر میں حضرت مولانا موصوف کا ایک مفصل مضمون شائع ہوگا

جس کے عنوان ہی سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ یعنی

اساس انقلاب ـــــــ اور ـــــــ مراقبۂ نماز

ع۔ خاکسار اپنے بزرگوں کا نیازمند ہے یہ الفاظ احقر کی حیثیت سے بہت بالا ہیں۔ محمد میاں

وادیٔ مقدس یوم الحج

از

حضرت علامہ امام الہند مولانا ابو الکلام صاحب آزاد

برطانوی ملوکیت کی ستر سالہ ہلاکت بار باد سموم نے جب چمنستان ہندوستان کو سراسر خزاں بنا دیا تھا تو سیدنا شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا قدس اللہ سرہ اور حضرت امام الہند مولانا ابو الکلام صاحب آزاد ہی سب سے پہلے باغبان ہیں جنہوں نے اس خزاں زدہ گلشن میں آب پاشی اور تخم ریزی کی تھی۔ آج جو غنچے تبسم بلب ہیں وہ اسی تخم ریزی کے نتائج ہیں۔ یہ بدقسمتی ہے کہ مسلمان آج بھی اجنبی بن کر ان باغبانوں کو صرصر خزاں بتا رہے ہیں۔ یہ مضمون اگرچہ بیس پچیس سال پہلے شائع ہو چکے تھے۔ مگر ناسپاسی اور بخل ہوگا اگر اس موقعہ پر اس باغبان اول کے افادات سے ناظرین کرام کو بہرہ اندوزی کا موقعہ نہ دیا جائے (ادارہ)

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ

سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

گویند مگو سعدی چندیں سخن عشقش
میگویم و بعد از من گویند بدر تنہا

میں نے بہت چاہا کہ اپنے زخموں کو چھپاؤں لیکن نہ چھپا سکا۔ ایک مدت کے سکون اندمال کے بعد آج پھر ایک لمحۂ اضطراب دکاوش میسر آگیا ہے۔ میرے دل کی بے چینیوں نے مجھے بستر انتظار پر زیر بار کر دیا۔ اور میرے زخمہائے کہنہ کے ٹانکے بے اختیار کھل گئے۔ اب اُن کی خونابہ فشانی نہیں رک سکتی

آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را   پیوند کردہ ام جگر پارہ پارہ را

آج میں پھر اپنی وہی متاع کہنہ لے کر بازار مقصود میں نکلا ہوں جو ہمیشہ سے میرے کاروبار آہ و نالہ کا راس المال رہی ہے۔ اور جس کے سوا میرے جیب دآستین حسرت میں اور کچھ نہیں ہے۔ میرے پاس ایک زخمی دل کے چند ٹکڑے ہیں جن سے خون تمنا کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ میں

خریداروں کا متلاشی ہوں۔ کوئی ہے جو اِن پارہ ہائے خونیں کا طلبگار ہو؟

رو بہ بازار مراد امروز عرفی بامنت　　دامن تر می فروشم دیدۂ تر می خرم

میں اپنے غریب زیاں کی یہ کل پونجی دیکر ایک سودا چکانا چاہتا ہوں۔ مجھے چند آنکھیں چاہئیں جو ماتم یوسف میں یعقوب وار رونا جانتی ہوں۔ کیونکہ سچے آنسوؤں سے بڑھکر عالم انسانیت میں کوئی شے طاقتور نہیں ہے۔ وا اسفا علی یوسف!

خشک سالیست دریں عہد وفا اے اشک!

زاں دیاریکہ تو می آئی، باراں چون ست؟

یہی قیمت زخم، یہی راس المال جراحت، یہی دست ماتم کار، یہی چشم خونبار، اور یہی زبان فغاں سنج ہے، جسے اپنے ساتھ لے کر میں نے ہمیشہ خریداروں کو پکارا۔ اور یہی متاع دل اور جنس اشک و خونفشانی ہے۔ جس کو ہمیشہ میں نے ڈھونڈا۔ میں ہمیشہ روتا اور لوگوں کو رلایا ہے۔ میں ہمیشہ ماتم کرتا رہا اور ہزاروں ہاتھوں نے میری سینہ کوبی میں شرکت کی ہے۔ آج پھر اشک و فغاں کے لئے پیام درد لیکر اُٹھا ہوں۔ پس اُن سب پر سلام جن کی آنکھیں خونبار، دل دو نیم، جگر سوختہ، اور زبانیں دعا سنج ہیں۔ کیونکہ اشک افشانیوں کا آخری وقت، اضطراب قلوب و ارواح کی انتہائی فرصت، اور دعاہائے اشک آلود و فریادہائے مجروح و مضطر کی ہر طرف پکار ہے!

دمے ز صدق بر آور کہ آرزو بخشاں　　ہزار گنج اجابت بہ یک دعا بخشند

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض؟ ءالہ مع اللہ! قلیلا ما تذکرون (۲۷)

اور خدا کے سوا کون ہے کہ ایک مضطر روح کی پکار کو سُنے اس کے دُکھ کو دور کرے اور اپنے آگے جھکنے والوں کو اپنی خلافت بخشے؟ افسوس کہ بہت کم ہیں جو عبرت و بصیرت رکھتے ہیں!

وہ جو خشک سالی میں پانی کے لئے روئے، کیا اب بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی چمک میں امید کے آخری آنسو نہ بہائیں گے؟ وہ جنہوں نے نا امیدیوں میں اپنے مقصود کو پکارا، کیا اب امید و بیم کی آخری دیوار حائل تک پہنچکر خاموش ہو جائیں گے؟ کیا موسم خزاں کے ماتم زدگانِ حسرت کے لئے یہ جائز ہے کہ بہار کی عین آمد پر اپنے ولولۂ جنون کو خیرباد کہہ دیں؟

دہقان کا کام موسم کے ظہور کے بعد اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اور منزل جس قدر نزدیک آتی جائے، رہروانِ مقصود کے آتش شوق کو اور زیادہ تیز ہو جانا چاہئے۔ پہلے اگر حسرت و آرزو

میں رو رہے ہو تو اب امید ہیں اور نہ آمادہ چیخ چیخ کر رو دو!

بایں کہ کعبہ نمایاں شود زپا منشیں کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگ ست

آسمان کے دروازے بند تھے اور تم اُن کی طرف دیکھ دیکھ کر پکارتے تھے، لیکن آج کھل گئے ہیں۔ اور تمہاری دعاؤں کے انتظار میں ملائکۂ مدبرہ اور ملکوت السماوات نے اپنے اجنحۂ نورانیہ کو کھول دیا ہے۔ جبکہ جواب نہیں ملتا تھا تو تم پکارتے تھے، آج خود دست اجابت آمادہ استقبال ہے۔ پھر زبان سائل کو کیا ہو گیا کہ خاموش ہے؟ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین!

بطاعت کوش گر عشق بلا انگیز می خواہی!
متاعے جمع کن، شاید کہ غارت گر شود پیدا

موسم بدل رہا ہے اور اضطراب و شورش کی جن خونیں بدلیوں سے فضا چھپ گئی ہے، وہ بالکل ویسی ہی ہیں جیسے ہر عصر انقلاب ارضی و تجدد مواسم اقوام و ملل میں ظاہر ہوئی ہیں۔ کچھ عجب نہیں کہ ایام الالٰہیہ کا ایک یوم عظیم ختم ہوا اور دوسرے دن کا آفتاب طلوع ہو۔ یہ رات کی آخری گھڑیاں ہیں جو برق کی سی تیزی اور بادل کی سی ہیبت میں گزر جائیں گی اور لہو دھوئیں کی بدلیوں کے اندر سے دنیا کی حیات جدیدہ کا ظہور ہو گا۔ پس صبح کی بخشش میں حصہ لینے والوں کو چاہئے کہ اپنے دماغوں کا نہیں بلکہ آنکھوں کا احتساب کریں اور شیطان کی غفلت سے ہشیار ہو جائیں کیونکہ رات بھر جاگنا آسان ہے، مگر صبح صادق کی گھڑیوں میں اونگھنے سے بچنا مشکل ہے۔ ایسا نہ ہو کہ رات بھر اختر شماری کرنے کے بعد عین صبح کے وقت سو جاؤ۔ اور جس روشنی کو دیکھنا چاہتے تھے، اُس کی کرنیں تمہارے خوابیدہ سروں پر ماتم کریں۔ سچ یہ ہے کہ نہ تم اُٹھے اور نہ تم نے بیداری کے لئے کروٹ لی، لیکن جب کہ دہقان آبپاشی سے غافل تھا تو آسمان نے خود ہی مینہ برسا دیا، اور انسانی ہمتیں تھک گئی تھیں تو کارخانہ الٰہی خود ہی متحرک ہو گیا۔ پس وقت کو اُس کا حق دینے میں تساہل نہ کرو۔ کیونکہ وہ صرف اتنے ہی کا طالب ہے اور جس قدر بھی جلد ہو سکے اپنی اصلاح و درستگی کا سامان کرو۔ افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم؟

یوم الحج کا ورود مقدس

آج ذوالحجہ کی پہلی تاریخ ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تاریخ عالم کا وہ عظیم الشان روز طلوع ہونے والا ہے جس کے آفتاب کے نیچے کرۂ ارضی کے ہر گوشہ کے لاکھوں انسان اپنے خداوند کو پکارنے کے لئے جمع ہوں گے، اور ریگستان عرب کی ایک بے برگ و گیاہ وادی کے اندر خدا پرستی

وعشق الٰہی کا سب سے بڑا گھرانا آباد رہے گا۔

الذين ان مكناهم في الارض اقاموا الصلوٰة وآتوا الزكوٰة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر (۲۲ع۵)

وہ لوگ کہ اگر اللہ انہیں زمین میں قائم کردے تو انکا کام صرف یہ ہوگا کہ صلوٰۃ الٰہی کو قایم کریں، زکوٰۃ ادا کرائیں، نیکی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں

یہ پہلا گھر تھا جو خدا کی پرستش کے لئے بنایا گیا، اور آج بھی دنیا کے تمام بحر و بر میں صرف وہی ایک مقدس گوشہ ہے جو اولیاء الشیطان و اصحاب النار کی لعنت سے پاک ہے اور صرف خدا کے دوستوں اور اس کی محبت میں دُکھ اٹھانے والوں کے لئے مخصوص کردیا گیا ہے۔

سمندروں کو عبور کرکے، پہاڑوں کو طے کرکے، کتنی کتنی مہینوں کی مسافت چلکر، دنیا کی مختلف نسلوں، مختلف رنگتوں، مختلف بولیوں کے بولنے والے اور مختلف گوشوں کے باشندے یہاں جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ سلافی یا ٹیوٹانیک نسل کی باہمی عداوتوں سے دنیا کے لئے لعنت بنیں۔ اس لئے نہیں کہ ایک انسانی نسل دوسری نسل کو بھیڑیوں کی طرح پھاڑے۔ اور اژدہوں کی طرح ڈسے، اس لئے نہیں کہ خدا کی زمین کو اپنی ابلیسی غرور اور اور شیطانی سیادت کی نمایش گاہ بنائیں، اس لئے نہیں کہ تیس تیس من کے گولے پھینکیں اور سمندر کے اندر ایسے جہنمی آلات رکھیں جو منٹوں اور لمحوں میں ہزاروں انسانوں کو نابود کردیں۔ بلکہ تمام انسانی غرضوں اور مادی خواہشوں سے خالی ہوکر اور ہر طرح کے نفسانی ولولوں اور بہیمی شرارتوں کی زندگی سے ماوراء الوریٰ جاکر، صرف اس خدائے قدوس کو پیار کرنے کے لئے، اُس کی راہ میں دُکھ اُٹھانے اور مصیبت سہنے کے لئے، اور اُس کی محبت و رافت کو پکارنے اور بلانے کے لئے جس نے اپنے ایک قدوس دوست کی دعاؤں کو سنا اور قبول کیا، جبکہ نیکی کا گھرانا آباد کرنے کے لئے اور امن و سلامتی اور حق و عدالت کی بستی بسانے کے لئے اس نے اپنے خدا کو پکارا تھا۔

ربنا اني اسكنت من ذريتي بواد غير ذي زرع عند بيتك المحرم ربنا ليقيموا الصلوٰة فاجعل افئدة من الناس تهوي اليهم وارزقهم من الثمرات لعلهم يشكرون (۱۴ع۶)

اے پروردگار! میں نے تیرے محترم گھر کے پاس ایک ایسے بیابان میں جو بالکل بے برگ و گیاہ ہے، اپنی نسل لاکر بسائی ہے تاکہ یہ لوگ تیری عبادت کو قائم کریں پس تو ایسا کر کہ انسانوں کے دلوں کو اُنکی طرف پھیردے۔ اور ان کے رزق کا بہتر سامان کردے!

آہ! ذرا تم ان کی اِن عجیب وغریب حالتوں کا تصور کرو! یہ کون لوگ ہیں اور کس پاک بستی کے بسنے والے ہیں؟ کیا یہ اُسی زمین کے فرزند ہیں جو خون اور آگ کی لعنتوں سے بھر گئی، اور صرف بربادیوں اور ہلاکتوں ہی کے لئے زندہ رہی؟ کیا یہ اسی آبادی سے نکل کے آئے ہیں۔ جو سبعیت وخونخواری میں درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے غاروں سے بھی بدتر ہے اور جہاں ایک انسان دوسرے انسان کو اس طرح چیرتا پھاڑتا ہے کہ آج تک نہ تو سانپوں نے کبھی اس طرح ڈسا اور نہ جنگلی سووروں نے کبھی اس طرح دانت مارے؟ کیا یہ اسی نسل اور گھرانے کے لوگ ہیں جس نے خدا کے رشتوں کو یکسر کاٹ ڈالا، اور اس طرح اس کی طرف سے منہ موڑ لیا۔ کہ اس کی بستیوں اور آبادیوں میں خدا کے نام کے لئے ایک آواز اور ایک سانس بھی باقی نہ رہی؟ آہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ یہ قدوسیوں کی سی معصومیت فرشتوں کی سی نورانیت، اور سچے انسانوں کی سی محبت ان میں کہاں سے آگئی ہے؟ تمام دنیا نسلی تعصبات کے شعلوں میں جل رہی ہے، مگر دیکھو یہ دنیا کی تمام نسلیں کس طرح بھائیوں اور عزیزوں کی طرح ایک مقام پر جمع ہیں، اور سب ایک ہی حالت، ایک ہی وضع، ایک ہی لباس، ایک ہی قطع، ایک ہی مقصد اور ایک ہی صدا کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، سب خدا کو پکار رہے ہیں، سب خدا ہی کیلئے حیران وسرگشتہ ہیں سب کی عاجزیاں و درماندگیاں خدا ہی کے لئے ابھر آئی ہیں، سب کے اندر ایک ہی ولولہ ہے، سب کے سامنے محبتوں اور چاہتوں کے لئے اور پرستشوں اور بندگیوں کے لئے ایک ہی محبوب ومطلوب ہے، اور جب کہ تمام دنیا کا محور عمل نفس وابلیس ہے تو یہ سب صرف خدا کے عشق ومحبت میں خانہ ویران ہوکر اور جنگلوں اور دریاؤں کو قطع کر کے دیوانوں اور بیخودوں کی طرح یہاں اکٹھے ہوتے ہیں! انھوں نے نہ صرف دنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا بلکہ دنیا کی خواہشوں اور ولولوں سے بھی کنارہ کش ہوگئے۔ اب یہ ایک بالکل نئی دنیا ہے جس میں صرف عشق الہی کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کی بستی آباد ہوئی ہے۔ یہاں نہ نفس کا گزر ہے جو غرور وخودبینی کا مبدا ہے، اور نہ انسانی شرارتوں کو بار مل سکتا ہے جو خونریزی اور ظلم وسفاکی میں کرۂ ارضی کی سب سے بڑی درندگی ہیں۔ یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کی آنکھوں سے بہتے ہیں، صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھوئیں کی طرح اُٹھتی ہیں، صرف دل سے نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور مقدس نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہو کر ہی اور ہزاروں سال پیشتر کے عہد الہٰی اور راز ونیاز عبد ومعبودی کو تازہ کر رہی ہیں لبیک لبیک

اللھم لبیک۔ لا شریک لک لبیک!!

سر روحانیاں داری ولے خود را ندیدستی
بخواب خود در آتا قبلۂ روحانیاں بینی

یہ وہ مجمع ہے جس کی بنیاد دعاؤں نے ڈالی جس نے دعاؤں سے نشو و نما پائی جو صرف دعاؤں ہی کے لئے قائم کیا گیا جس کی ترکیب بھی اول سے لیکر آخر تک دعاؤں ہی کے مناسک سے ہوئی، اور جو دعاؤں ہی کی لازوال طاقت سے قائم ہے۔ سب سے پہلی دعا وہ تھی جو اس گھر کی بنیاد رکھتے ہوئے خدا کے دو قدوس دوستوں کی زبانوں پر جاری ہوئی۔

ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک، وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (۲-۱۵)

اے پروردگار! ہمیں اپنا اطاعت شعار بنا اور ہماری نسل سے ایک امت پیدا کر جو تیری مومن و مسلم ہو۔ اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتلادے اور ہماری توبہ قبول کرلے۔ تو تو بہت ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے اور پھر اے پروردگار! ہماری نسل میں ایک اپنا رسول مبعوث کر جو اس کے آگے تیری آیتیں پڑھکر سنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے اخلاق کا تزکیہ کردے۔

سو بیابان حجاز کے قدوس لم یزل نے یہ دعا قبول کرلی اور اپنی اس "امت مسلمہ" کو پیدا کیا جو فی الحقیقت وجود ابراہیمی کے اندر پنہاں تھی۔

ان ابراھیم کان امۃ قانتا (۱۶ع ۱۴)

بیشک حضرت ابراہیم خلیل اپنے وجود واحد کے اندر ایک پوری قوم اور خدا پرست امت تھے!

یہ گھرانا درحقیقت دنیا کی امامت اور ارض الٰہی کی وراثت کے لئے آباد کیا گیا تھا، اور اس کا عہد و میثاق روز اول ہی بندھ گیا تھا۔

بس اس مقدس دعا کی قبولیت نے "امت مسلمہ" کو بھی قائم کیا، اور دنیا کے تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت کے لئے سلسلہ ابراہیمی کے آخری رسول کو بھی مبعوث کیا، نیز جو امامت و پیشوائی اور خلافت فی الارض حضرت ابراہیم خلیل (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھی، اس کی وارث ان کی ذریۃ و نسل ٹھہرائی گئی۔ البتہ بموجب اپنے عہد کے "ظالموں" کو اس سے

محروم کر دیا گیا۔ اس نسل کے جو لوگ اپنے نفس و روح کے لئے ظالم ہوئے اور خدا کے مقدس رشتوں کی اطاعت سے سرکشی کی، ان سے وہ امامت موعودہ بھی چھین لیگئی اور خلافت موہوبہ سے بھی محروم کر دئے گئے کہ "لا ینال عہدی الظالمین"!

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشہوات (۱۹ع ۴)　　پھر ان کے بعد وہ لوگ اُن کے جانشیں ہوئے جنہوں نے صلوٰۃ الٰہی کو ترک کر دیا اور اپنی نفسانی خواہشوں کے بندے ہوگئے

یہ دعاؤں کا وعدہ تھا جس کا ظہور ہماری اقبال و کامرانی کی تاریخ ہے، اور اسی طرح یہ دعاؤں ہی کی ایک وعید بھی تھی جس کی سزائیں اور محرومیاں ہماری برگشتگی اور درماندگیوں کا ماتم ہے! وہ ہم ہی تھے جو "انی جاعلک للناس اماما" کے وارث ٹھہرائے گئے تھے؛ اور ہم ہی ہیں جو آج "لا ینال عہدی الظالمین" کی تصویر نامرادی ہیں!

ذلک بما قدمت ایدیھم و ان اللہ لیس بظلام للعبید۔　　یہ سب کچھ ان اعمال کا نتیجہ ہے جو خود انہوں نے اختیار کئے ورنہ خدائے کریم تو اپنے بندوں کیلئے کبھی بھی ظالم نہیں ہو سکتا

پس دعاؤں کا یہ اجتماع لاہوتی، امت مسلمہ کا یہ مجمع مبارک، اور روحانیت مقدسۂ ابراہیمیہ کا یہ مظہر عظیم و جلیل، قریب ہے کہ اسی بیابان حجاز میں ظہور کرے۔ جہاں خدائے ابراہیم و محمد (علیہما السلام) نے امامت و خلافت الٰہی کے لئے اولین دعا کو سُنا، اور پھر ہمیشہ دعاؤں کو سننے اور اپنی پکاروں اور نداؤں کے بلند ہونے کے لئے اُسے برگزیدہ کر دیا۔ جس وقت یہ پرچہ تمہارے ہاتھوں تک پہنچیگا، اُس وقت ذوالحجہ کی تیسری تاریخ ہوگی، اور بادیہ نوردان عشق آباد حجاز کے قافلے کوچ کے لئے طیار رہوں گے۔ اُس وقت کا تصور کرو۔ کہ وہ کیسا وقت عظیم ہوگا، جب کہ لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ ابراہیمی کی روحانیت عظمیٰ اپنے خداوند کو بیقرارانہ پکارے گی اور اس کے مقدس عہد و میثاق کا رشتہ تازہ ہوگا؟ لاکھوں سر ہوں گے جو بیقرارانہ خداوند کے حضور جھکائے جائیں گے۔ لاکھوں پیشانیاں ہوں گی جو اُس کی چوکھٹ پر گرائی جائیں گی، لاکھوں دل ہوں گے جو اُس کے نظارۂ جمال کے عشق میں ڈوب جائیں گے۔ اور لاکھوں زبانیں ہوں گی جن سے اس کے حضور میں دعائیں نکلیں گی۔ پھر اُس وقت ایسا ہوگا کہ دریائے محبت الٰہی جوش میں آئیگا ملائکہ مقربین اس کے خلوت وصال کو اس کے دوستوں کے لئے خالی کر دیں گے اور وہ اپنے جمال عالم آرا کے جلوے سے اس تمام محشر عشق و طلب کو ڈھانپ لیگا!

سو چاہیئے کہ اس وقت عظیم و جلیل اور ایام الالٰہیہ مخصوصہ کے حصول کو غنیمت سمجھو، اور تم

۵ سالوں میں (ادارہ)

خواہ کہیں ہو اور کسی حال میں ہو، لیکن اپنی تمام قوتوں اور تمام جذبوں سے کوشش کرو کہ تمہاری دعائیں بھی ان دعاؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں اور تمہاری بے تابیاں اور بیقراریاں بھی ٹھیک اسی وقت خدا کے حضور رحمت طلب ہوں کہ یہ وقت پھر میسر نہ آئیگا۔ دنیا انقلاب و تجدد کے ایک مہیب عہد سے گزر رہی ہے اور نئے موسم کی علامتوں نے ہر طرف طوفان اور بجلیوں کی ایک قیامت کبریٰ بپا کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ روز ہجر ختم ہونے والا اور عہد وصال کی ایک نئی رات شروع ہونے والی ہو، پس ضرور ہے کہ دن بھر جن لوگوں نے غفلت کی ہے وہ اب عین شام کے وقت غفلت نہ کریں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ شام آگئی ہے، اور چراغوں کا انتظام کرنا چاہئے۔

ہاں، ہر مومن کو چاہئے کہ وہ یکسر دعاؤں میں ڈوب جائے، اور ان مقدس ایام کے اندر صدق دل سے توبہ کرے، اور اپنے خداوند سے اپنا معاملہ درست کرلے۔ یہ بڑا ہی سخت وقت ہے جس کی نوشتہ الٰہی ہی میں خبر دی گئی تھی۔ وہ وقت موعودہ اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ آگیا ہے۔ اور زمین اپنے گناہوں کی پاداش میں اُلٹ دی گئی ہے۔ پس توبہ کرو اور اُس کے سامنے اپنی سرکشیوں کا سر مجرموں کی طرح ڈالدو۔ اور تڑپ تڑپ کے وہ سب کچھ مانگو جس کو تمہارا دل چاہتا ہے۔ مگر تمہارے اعمال اُس کے سزاوار نہیں ہیں۔ تم اس کے حضور حج کے دن اور عید کی صبح کو جبکہ خلیل اللہ نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھی تھی، مسکینوں اور لاچاروں کی طرح گر جاؤ، اپنی سرکشیوں اور نفس پرستیوں کے گوسالہ کو ذبح کر دو (فاقتلوا انفسکم باتخاذکم العجل) اور گڑگڑا کر دعا مانگو کہ خداوندا! زمین کی سب سے بڑی مصیبت، انسانی معصیت کے سب سے بڑے عذاب، اور انقلاب اقوام و ملل کی سب سے زیادہ مہیب موسم کے وقت ابراہیم و اسماعیل کی ذریّۃ کو نہ بھلائیو، اور اُن کے گناہوں کو معاف کر دیجیو!

علی الخصوص عید کے دن جب اس کے حضور کھڑے ہو تو اپنے گناہوں کو یاد کرو۔ تم میں ایک روح بھی ایسی نہ ہو جو تڑپتی نہ ہو اور ایک آنکھ بھی ایسی نہ ہو جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رہے ہوں۔ یاد رکھو کہ دل کی آہوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھ کر اس کی درسگاہ میں کوئی شفیع نہیں ہو سکتا۔ پس جس طرح بھی ہو سکے اپنے خداوند کو راضی کرو۔ اور اسے مناؤ کیونکہ تم نے اپنی بداعمالیوں سے اسے غصہ دلایا۔ اور اس کے پاک حکموں کی پروا نہ کی! اور تم یوں پکارو کہ اے ابراہیم اور اسماعیل کے خداوند، اے رسول امی کے پروردگار! ہم نے تیرے عہد کی پروا نہ کی اور اپنی بداعمالیوں سے تیری مقدس زمین کو ملوث اور گھنونا کر دیا۔ لیکن اب ہم

اپنی سزاؤں کو پہنچ چکے اور ہم نے بڑا سے بڑا دکھ اٹھالیا۔ ہم مثل یتیم لڑکوں کے ہو گئے ہیں جن کے والدین کو ان سے جدا کر دیا گیا ہو۔ کیونکہ ہمارا خدا ہم سے راضی نہ رہا اور ہم غمگینی اور رسوائی کے لئے چھوڑ دئے گئے۔ پھر اے حی و قیوم! اب ہم پر رحم کر، ہمارے قصوروں کو معاف کر، اور ہم سے منہ نہ موڑ، گو ہماری خطائیں بیشمار ہیں لیکن ہم سب تیرے کہلاتے ہیں اور تیری راہ میں دکھ اٹھانے کے لئے طیار ہیں!

اگر نہ بہر من، از بہر خود عزیزم دار 　 کہ بندہ خوبی او خوبیِ خداوند ست

اے ستار و تواب رحیم! کیا ہمارا غم دائمی ہے، کیا ہمارے خزاں کے لئے کبھی بہار نہیں اور کیا ہمارے زخم کے لئے کوئی مرہم نہوگا؟ اے نسل ابراہیمی کے امید گاہ! تو ہمیشہ کے لئے ہمیں نہ بھول اور ہمیں اپنی طرف لوٹا لے۔ ہم تجھ سے ہمیشہ بھاگتے ہیں۔ مگر اب ہم تیری طرف لوٹ آئیں گے۔ کیونکہ ہمیں کہیں پناہ نہ ملی۔

تو ہمیں نیکی اور صداقت کے لئے چن لے، اور اپنی ہدایت و عدالت کی تبلیغ کا بوجھ پھر ہماری گردنوں پر ڈال!! دنیا آج انتہاء ترقی کے بعد بھی امن و عدالت کے لئے ویسی ہی تشنہ ہے جیسی ظہور صداقت کبریٰ کے اولین عہد جہالت میں تھی!

"ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین (۷-۲۹)

• اللهم مالك الملك، تؤتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر انك علی كل شیٔ قدیر (۳-۲۶)

تاریخ فضیلت حج

اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مجموعہ تعلیم ھدایت کو بالکل بھلا دیا تھا، لیکن انہوں نے خانہ کعبہ کے کنگرے پر چڑھکر تمام دنیا کو جو دعوت عام دی تھی اُس کی صدائے بازگشت تک عرب کے درودیوار سے آرہی تھی:

وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَاْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ

اور جب ہم نے حضرت ابراہیم کیلئے ایک معبد قرار دیا اور حکم دیا کہ ہماری قدوسیت اور جبروت میں کسی اور چیز کو شریک نہ ٹھیرانا اور اس گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے ہمیشہ پاک و مقدس رکھنا نیز ہم نے حکم دیا کہ دنیا میں حج کی پکار بلند کردو لوگ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے ان میں پیادہ پا بھی ہوں گے اور وہ بھی جنہوں نے مختلف قسم کی سواریوں پر دور دراز مقامات سے قطع مسافت کی ہوگی۔

بدعات و محدثات جاہلیت

لیکن سچ کے ساتھ جب جھوٹ ملجاتا ہے تو وہ اور بھی خطرناک ہو جاتا ہے اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت قدیمہ کو ابتک زندہ رکھا تھا لیکن بدعات و اختراعات کی آمیزش نے اصل حقیقت کو بالکل گم کردیا تھا۔

خدا نے اپنے گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قیام کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی، کہ "کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا" "ان لا تشرك بي شيئا" لیکن اب خدا کا یہ گھر تین سو ساٹھ بتوں کا مرکز بن گیا تھا اور ان کا طواف کیا جاتا تھا

(۲) خدا نے حج کا مقصد یہ قرار دیا تھا کہ دنیوی فوائد کے ساتھ خدا کا ذکر قایم کیا جائے لیکن اب صرف آبا و اجداد کے کارنامہائے فخر و غرور کے ترانے گائے جاتے تھے۔

(۳) حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قایم کرنا تھا، اسی لئے تمام عرب بلکہ تمام دنیا کو اس کی دعوت عام دیگئی اور سبکو وضع و لباس میں متحد کر دیا گیا لیکن قریش کے غرور فضیلت نے

اپنے لئے بعض خاص امتیازات قائم کرلئے تھے جو اصول مساوات کے بالکل منافی تھے مثلاً تمام عرب عرفات کے میدان میں قیام کرتا تھا لیکن قریش مزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم متوطین حرم حرم کے باہر نہیں جاسکتے۔ جس طرح آجکل کے امرا فسق و والیان ریاست عام مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں آکر بیٹھنے اور دوش بدوش کھڑے ہونے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

(۴) قریش کے سوا عرب کے تمام مرد و زن برہنہ طواف کرتے تھے۔ ستر عورت کے ساتھ صرف وہی لوگ طواف کرسکتے تھے جنکو قریش کی طرف سے کپڑا ملتا تھا۔ اور قریش نے اسکو بھی اپنی اظہار سیادت کا ایک ذریعہ بنالیا تھا۔

(۵) عمرہ گویا حج کا ایک مقدمہ یا جزو تھا، لیکن اہل عرب ایام حج میں عمرہ کو سخت گناہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جب حاجیوں کی سواریوں کی پشت کے زخم اچھے ہوجائیں اور صفر کا مہینہ گزر جائے تب عمرہ جائز ہوسکتا ہے۔

(۶) حج کے تمام اجزاء و ارکان میں یہودیانہ رہبانیت کا عالمگیر مرض ساری ہوگیا تھا۔ اپنے گھر سے پاپیادہ حج کرنے کی منت ماننا، جبتک حج ادا نہ ہوجائے خاموش رہنا، قربانی کے اونٹوں پر کسی حالت میں سوار نہ ہونا، ناک میں نکیل ڈالکر جانوروں کی طرح خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔ زمانہ حج میں گھر کے اندر دروازے کی راہ سے نہ گھسنا بلکہ پچھواڑے کی طرف سے دیوار پھاند کر آنا، در و دیوار پر قربانی کے جانوروں کے خون کے چھاپے لگانا، عرب کا عام شعار ہوگیا تھا۔

ظہور اسلام اور تزکیۂ حج

اسلام درحقیقت دین ابراہیمی کی حقیقت کی تکمیل تھی اسلئے وہ ابتدا ہی سے اس حقیقت گمشدہ کی تجدید و احیاء میں مصروف ہوگیا جس کا قالب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں نے تیار کیا تھا۔ اسلام کا مجموعہ عقائد و عبادات صرف توحید، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج سے مرکب ہے لیکن ان تمام ارکان میں حج ہی ایک ایسا رکن ہے جس سے اس تمام مجموعہ کی ہیئت ترکیبی مکمل ہوتی ہے اور یہ تمام ارکان اسکے اندر جمع ہوگئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو صرف خانہ کعبہ کے ساتھ متعلق کردیا۔

انما امرت ان اعبد رب هذه البلدة الذی حرمها وله کل شئ وامرت ان اکون من المسلمین (نمل) — مجھکو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے خدا کی عبادت کروں جس نے اسکو عزت دی۔ سب کچھ اسی خدا کا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اسکا فرمانبردار مسلم ہوں۔

اور یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر موقع پر حج کے ساتھ اسلام کا ذکر لطور لازم و ملزوم کے کیا،

ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمة الانعام، فالھکم الہ واحد فلہ اسلموا و بشر المخبتین (حج)

اور ہر ایک امت کے لئے ہم نے قربانی قرار دی تھی تاکہ خدا نے انکو جو چارپائے بخشے ہیں ان کی قربانی کے وقت خدا کا نام لیں پس تم سب کا خدا ایک ہی ہے ۔ اسی کے تم سب فرمانبردار بنجاؤ، اور خدا کے خاکسار بندوں کو حج کے ذریعہ دین حق کی بشارت دو ۔

اسلام خدا کا ایک فطری معاہدہ تھا، جس کو انسان کی ظالمانہ عہد شکنی نے بالکل چاک چاک کر دیا تھا اسلئے خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناخلف اولاد کو روز اول ہی اس کے ثمرات سے محروم کر دیا :-

واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین (بقرہ)

جب خدا نے چند احکام کے ذریعہ ابراہیم کو آزمایا، اور وہ خدا کے امتحان میں پورے اترے، تو خدا نے کہا کہ اب میں تمہیں دنیا کی امامت اور خلافت عطا کرتا ہوں، اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا :- اور میری اولاد کو بھی ؟ ارشاد ہوا کہ ہاں مگر اس قول و قرار میں ظالم لوگ داخل نہیں ہو سکتے ۔

امت مسلمہ

خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن "کلمات" کے ذریعہ آزمایا، اور جن کی بنا پر انھیں دنیا کی امامت عطا ہوئی وہ اسلام کے اجزا اولین یعنے توحید الہی، قربانی نفس و جذبات، صلوۃ الہی کا قیام اور معرفت دین فطری کے امتحانات تھے ۔ اگرچہ ان کی اولاد میں سے چند ناخلف لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا اور اس موروثی عہدے سے محروم ہو گئے ۔ قال لاینال عھدی الظالمین لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات کے اندر ایک دوسری امت بھی چھپی ہوئی تھی جس کے لئے خود انہوں نے خدا سے دعا کی تھی :-

ان ابراھیم کان امة قانتا (۱۶ - ع ۱۴)

حضرت ابراہیم گو بظاہر ایک فرد واحد تھے مگر ان کی فعالیت روحانیہ و الہیہ کے اندر ایک پوری قوم قانت و مسلم پوشیدہ تھی ۔

اجزائے حج

اب اس "امت مسلمہ" کے ظہور کا وقت آگیا اور وہ رسول۔ مزکی موعودہ غار حرا کے تاریک گوشوں سے نکل کر منظر عام پر نمودار ہوا تاکہ اس نے خود اس اندھیرے میں جو روشنی دیکھی ہے وہ روشنی تمام دنیا کو بھی دکھلاوے۔

یخرجھم من الظلمٰت الی النور — وہ پیغمبر ان کو اندھیرے سے نکالکر روشنی کی طرف لاتا ہے بیشک

لقد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔ — تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور ہدایت اور ایک کھلی ہدایت کرنے والی کتاب آئی۔

وہ منظر عام پر آیا تو سب سے پہلے اپنے باپ کے موروثی گھر کو ظالموں کے ہاتھ سے واپس لینا چاہا۔ لیکن اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی طرح بتدریج چند روحانی مراحل سے گزرنا ضرور تھا چنانچہ اس نے ان مرحلوں سے بتدریج گزرنا شروع کیا، اس نے غار حرا سے نکلنے کے ساتھ ہی توحید کا غلغلہ بلند کیا کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو عہد لیا تھا اس کی پہلی شرط یہی تھی "ان لا تشرک بی شیئا" پھر اس نے صف نماز قائم کی کہ یہ گھر صرف خدا ہی کے آگے سر جھکانے والوں کے لئے بنایا گیا تھا وطھر بیتی للطائفین والقائمین والرکع السجود

اس نے روزے کی تعلیم دی کہ وہ شرائط حج کا جامع و مکمل تھا۔

فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج — جس شخص نے ان مہینوں میں عزم حج کر لیا تو پھر اسکو ہر قسم کی نفس پرستی، بدکاری اور جھگڑے تکرار سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

اور روزے کی حقیقت یہی ہے کہ وہ انسان کو غیبت، بہتان، فسق و فجور، مخاصمت و نزاع اور نفس پرستی سے روکتا ہے۔ جیسا کہ احکام صیام میں فرمایا:

ثم اتموا الصیام الی اللیل ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد (بقرہ) — پھر رات تک روزہ پورا کرو۔ اور روزے کی حالت میں عورتوں کے نزدیک نہ جاؤ۔ اور اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو شب کو بھی ان سے الگ رہو۔

اس نے زکوٰۃ بھی فرض کر دی کہ وہ بھی حج کا ایک اہم مقصد تھا۔

فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر۔ — قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور فقیروں اور محتاجوں کو کھلاؤ۔

فتح مکہ

اس طرح جب "امت مسلمہ" کا روحانی خاکہ تیار ہو گیا تو اس نے اپنی طرح ان کو بھی منظر عام پر نمایاں کرنا چاہا اس غرض سے عمرہ کی تیاری کی اور ۱۴۰۰ سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوا کہ پہلے اپنے آبائی گھر کو حسرت آلود نگاہوں سے دیکھ کر چلے آئیں، لیکن یہ کاروانِ ہدایت راستے ہی میں بمقام حدیبیہ روک دیا گیا، دوسرے سال حسب شرائط صلح زیارت کعبہ کی اجازت ملی اور آپ مکہ میں قیام کر کے چلے آئے، اب اس مصالحت نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کر دیئے تھے۔ صرف خانہ کعبہ میں پتھروں کا ایک ڈھیر رہ گیا تھا اسے بھی فتح مکہ نے ہموار کر دیا،

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ یوم الفتح وحول البیت ستون وثلثمائۃ نصب فجعل یطعنہا بعود فی یدہ و یقول جاء الحق وزہق الباطل (صحیحین)

آنحضرت فتح مکہ کے دن جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے گرد تین سو ساٹھ بت نظر آئے آپ ان کو ایک لکڑی کے ذریعہ ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ یعنی حق اپنے مرکز پر آ گیا اور باطل نے اسکے سامنے ٹھوکر کھائی باطل پامال ہونے کے ہی قابل تھا۔

فرضیت حج

اب میدان بالکل صاف تھا راستے میں ایک کنکری بھی سدراہ نہیں ہو سکتی تھی۔ باپ نے گھر کو جس حال میں چھوڑا تھا بیٹے نے اسی حالت میں اس پر قبضہ کر لیا، تمام عرب نے فتح مکہ کو اسلام و کفر کا معیار صداقت قرار دیا، جب مکہ فتح ہوا تو لوگ جوق جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اب وقت آ گیا تھا کہ دنیا کو اس جدید النشئۃ "امت مسلمہ" کے قالب روحانی کا منظر عام پر دکھایا جاتا۔ اسلئے دوبارہ اسی دعوت عامہ کا اعادہ کیا گیا جس کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام عالم میں ایک غلغلہ عام ڈال دیا تھا مگر اس قوت کا فعل میں آنا ظہور نبی امی پر موقوف تھا۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

جو لوگ مالی اور جسمانی حالت کے لحاظ سے حج کی استطاعت رکھتے ہیں ان پر اب حج فرض کر دیا گیا۔

تکمیل حج

اس صدا پر تمام عرب نے لبیک کہا اور آپ کے گرد ۱۳۰۰۰۰ ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ عرب نے ارکان حج میں بدعات و اختراعات کا جو زنگ لگا دیا تھا وہ ایک ایک کر کے چھڑا دیا گیا۔ آباؤ اجداد کے کارناموں

کی بجائے خدا کی توحید کا غلغلہ بلند کیا گیا :۔

فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا (بقرہ)

زمانۂ حج میں خدا کو اسی جوش وخروش سے یاد کرو جس طرح اپنے آبا واجداد کے کارناموں کا اعادہ کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ۔

قریش کے تمام امتیازات مٹا دیئے گئے۔ اور تمام عرب کے ساتھ ان کو بھی عرفہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کردیا گیا۔

ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفروا اللہ ان اللہ غفور الرحیم (بقرہ)

اور جس جگہ سے تمام لوگ روانہ ہوں، تم بھی وہیں سے روانہ ہوا کرو، اور فخر و غرور کی جگہ خدا سے دعا مانگو مغفرت کی کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

سب سے بدترین رسم برہنہ طواف کرنے کی تھی، اور مردوں سے زیادہ حیاسوز نظارہ برہنہ عورتوں کے طواف کا ہوتا تھا۔ لیکن ایک سال پہلے ہی سے اس کی عام ممانعت کرادی گئی :۔

ان ابا ھریرۃ اخبرہ ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ بعثہ فی الحجۃ التی امرہ رسول اللہ صلعم قبل حجۃ الوداع یوم النحر فی رھط یؤذن فی الناس الا لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان۔ (بخاری جز ۲۔ ص ۱۵۳)

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک حج کا امیر بنایا اور انھوں نے مجھکو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا تاکہ یہ اعلان کردیا جائے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک یا کوئی برہنہ شخص حج یا طواف نہ کرسکے گا۔

زمانۂ حج میں عمرہ کرنے والوں کو فاسق و فاجر کہا جاتا تھا، لیکن آنحضرت نے حجۃ الوداع میں عمرہ کا احرام باندھا اور صحابہ کو بھی عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ پاپیادہ اور خاموش حج کرنے کی ممانعت کردی گئی۔ قربانی کے جانوروں پر سوار ہونے کا حکم دیا گیا۔ ناک میں رسی ڈالکر طواف کرنے سے روکا گیا، گھر میں دروازے سے داخل ہونے کا حکم ہوا :۔

لیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا ولکن البر من اتقی واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (بقرہ)

یہ کوئی نیکی کا کام نہیں کہ گھروں میں پچھواڑے سے آؤ، نیکی تو صرف اس کی ہے جس نے پرہیزگاری اختیار کی پس گھروں میں دروازے ہی کی راہ سے آؤ، اور خدا سے ڈرو یقین ہے کہ تم کامیاب ہوگے۔

قربانی کی حقیقت واضح کی گئی اور بتایا گیا کہ وہ صرف ایثار نفس و فدویت جان و روح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے اس کا گوشت یا خون خدا تک نہیں پہونچتا کہ اس کے چھاپہ سے دیوار کو رنگین کیا جائے۔ خدا تو صرف خالص نیتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکھتا ہے:۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا — خدا تک قربانی کے جانوروں کا گوشت و خون نہیں پہونچتا،
ولکن ینالہ التقوی منکم (الحج) — بلکہ اس تک صرف تمہاری پرہیزگاری پہونچتی ہے۔

یہ چھلکے اتر گئے تو خالص مغز ہی مغز باقی رہ گیا، اب وادی مکہ میں خلوص کے دو قدیم و جدید منظر نمایاں ہو گئے ایکطرف آب زمزم کی شفاف سطح لہریں لے رہی تھی، دوسری طرف ایک جدید النشاۃ قوم کا دریائے وحدت موجیں مار رہا تھا۔

اعلان عام وحجۃ الوداع

لیکن دنیا ابتک اس اجتماع عظیم کی حقیقت سے بیخبر تھی۔ اسلام کی ۲۳ سالہ زندگی کا مد و جزر تمام عرب دیکھ چکا تھا، مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تاریخی زندگی کن نتائج پر مشتمل تھی۔ اور مسلمانوں کی جد و جہد، فدویت، ایثار نفس و روح کا مقصد اعظم کیا تھا؟ اب اسکی توضیح کا وقت آگیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کا سنگ بنیاد اس دعا کو پڑھکر رکھا تھا:۔

واذ قال ابراھیم رب اجعل — جب ابراہیم نے کہا کہ خداوندا اس شہر کو امن کا شہر بنا
ھذا البلد آمنا وارزق اھلہ من — اور اسکے باشندے اگر خدا اور روز قیامت پر ایمان لائیں
الثمرات من آمن منھم باللہ والیوم الآخر — تو انکو ہر قسم کے ثمرات و نعائم عطا فرما۔

جس وقت انہوں نے یہ دعا کی تھی تمام دنیا فتنہ و فساد کا گہوارہ بن رہی تھی دنیا کا امن و امان اٹھ گیا تھا، اطمینان و سکون کی نیند آنکھوں سے اڑ گئی تھی، دنیا کی عزت و آبرو معرض خطر میں تھی، جان و مال کا تحفظ ناممکن ہو گیا تھا۔ کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کر دیئے گئے تھے، عدالت کا گھر ویران، حریت انسانی مفقود، اور نیکی کی مظلومیت انتہائی حد تک پہونچ چکی تھی، کرۂ ارضی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو ظلم و کفر کی تاریکی سے ظلمت کدہ نہ ہو، اسلیئے انہوں نے آباد دنیا کے ناپاک حصوں سے کنارہ کش ہو کر ایک "وادی غیر ذی زرع" میں سکونت اختیار کی اور وہاں ایک دار الامن بنایا، اور تمام دنیا کو صلح و سلام کی دعوت عام دی۔ اب ان کی صالح اولاد سے یہ دار الامن بھی چھین لیا گیا تھا اسلیئے اس کی واپسی کیلئے پورے دس سال تک اسکے فرزند نے بھی باپ کی طرح میدان

میں ڈیرہ ڈالا۔ فتح مکہ نے جب اس کا مامن و ملجا واپس دلایا تو وہ اس میں داخل ہوا کہ باپ کی طرح تمام دنیا کو "گمشدہ حق کی واپسی" کی بشارت دے۔ چنانچہ وہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلا اور تمام دنیا کو مژدہ امن و عدالت سنایا۔

خطبہ حجۃ الوداع

ان دماءکم واموالکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شہرکم ھذا فی بلدکم ھذا۔ الا ان کل شیء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ و اول دم اضع دماءنا دم ابن ربیعۃ وربا الجاھلیۃ موضوع واول ربا اضع ربانا ربا عباس ابن عبد المطلب اللھم اشھد۔ اللھم اشھد اللھم اشھد

(ابو داؤد۔ جلد ا ص ۲۶ کتاب الحج)

جس طرح تم آج کے دن، اس مہینہ کی، اس شہر مقدس میں حرمت کرتے ہو اسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے، اچھی طرح سن لو کہ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل ڈالتا ہوں، بالخصوص زمانۂ جاہلیت کے انتقام اور خون بہا لینے کی رسم تو بالکل مٹا دی جاتی ہے، میں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خون انتقام سے دست بردار ہوتا ہوں جاہلیت کی سود خواری کا طریقہ بھی مٹا دیا جاتا ہے اور سب سے پہلے خود میں اپنے چچا عباس ابن عبد المطلب کے سود کو چھوڑتا ہوں خدایا تو گواہ رہیو، خدایا تو گواہ رہیو!! خدایا تو گواہ رہیو!!! کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا!

تکمیل دین الٰہی

اب حق پھر کے اپنے اصلی مرکز پر آ گیا، اور باپ نے دنیا کی ہدایت و ارشاد کے لئے جس نقطہ سے پہلا قدم اٹھایا تھا، بیٹے کے روحانی سفر کی وہ آخری منزل ہوئی اور اسی نقطہ پر پہونچکر اسلام کی تکمیل ہوگئی، اسلئے کہ اس نے تمام دنیا کو مژدہ امن سنایا تھا، آسمانی فرشتے نے بھی اسکو کامیابی مقصد کی سب سے آخری بشارت دیدی:-

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

آج کے دن میں نے تمہارے دین کو بالکل مکمل کر دیا اور تم پر اپنے تمام احسانات پورے کر دیئے اور میں نے تمہارے اسلام کو ایک برگزیدہ دین منتخب کیا۔

مدارسِ عربیہ کے متعلق

سرگذشت و التماس

سرگذشت } سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد سب سے مقدم سوال ملت اسلام اور اسلامی معاشرت (کلچر) کے تحفظ کا تھا،

ایک طرف عیسائی بھیڑیوں نے مسلمانوں کی حکومت کو نوچ نوچ کر ختم کر دیا تھا اور اب ان کا نظریہ یہ تھا کہ یسوع مسیح کے مذہب کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے (تقریر مسٹر منگلس، ممبر پارلیمنٹ ۱۸۵۷ء)

ہندوستان میں ایسی تعلیم رائج کر دی تھی جس سے ہندوستانی اگر عیسائی نہ بن سکیں تو کم از کم انگریزی حکومت کی وفادار رعایا ضرور ہو جائیں، وہ رنگ و خون میں اگرچہ ہندوستانی ہوں مگر کلچر معاشرت اور خیالات کے اعتبار سے انگریز ہوں (لارڈ میکالے وغیرہ)

دوسری جانب سوامی دیانند سرسوتی اور انکی پارٹی کے پنڈت اور مہاشے وید کے منتر سنا سنا کر اوم کا جھنڈا سارے ہندوستان میں لہرانے کی فکر کر رہے تھے۔

کفر و شرک کی ان گھٹا ٹوپ اندھیریوں میں خدا نے اپنے برگزیدہ اور پاکباز بندوں کے قلوب کو ایک خاص سلسلہ کے قیام کی طرف متوجہ فرمایا۔ وہ سلسلہ کیا تھا؟ یہی مدارس عربیہ کی نظام۔ ان پاکباز اور برگزیدہ بندوں کا پیشوا اور رہبر وہی قاسم الخیرات حجۃ الاسلام تھا جسکو مولانا محمد قاسم صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز کے مبارک نام سے دنیا پہچانتی ہے۔ اور صد ہا دعاؤں کے نذرانے اس کی تربت پر نثار کرتی ہے۔

اس مبارک سلسلہ نے ہندوستان میں کیا خدمت انجام دی؟ اسکا جواب بہت طویل ہے۔ ہم ہر ایک انصاف پسند سے سوال کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان کی سرزمین مدارس عربیہ کے اس نظام سے محروم ہوتی تو کیا مسلمانوں کے بچے اسلام سے واقف ہوتے؟ کیا اردو زبان میں سیکڑوں مذہبی کتابوں کی اشاعت ہوتی؟ کیا مسائل بتانے کے لئے جگہ جگہ علماء کی پاک ہستیاں میسر آجاتیں کیا اسلام کی سادہ معاشرت کا کہیں نام و نشان رہتا؟ کیا مساجد کی آبادی ہوتی؟ کیا لاکھوں نونہالانِ

اسلام حفظ کلام اللہ کی سعادت حاصل کر سکتے ؟ کیا لاکھوں غریب اور مفلس، یتیم بچے مفت تعلیم حاصل کر سکتے۔ حافظ، عالم، اور فاضل ہو سکتے ؟

التماس

جامعہ قاسمیہ عرف مدرسہ شاہی مراد آباد ۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے جب دارالعلوم دیوبند کو قائم فرمایا تو اس سے صرف ۴ سال بعد ۱۲۹۶ھ ہجری میں اس مدرسہ کو سرزمین مراد آباد میں قائم فرمایا تھا۔ جس کا بنیادی اصول یہ تھا کہ حکومت متسلطہ کی امداد و اعانت سے مستغنی ہو کر اللہ کے فضل پر اعتماد کرتے ہوئے برادران اسلام سے امداد حاصل کرے اور آزادی و خلوص کے ساتھ اللہ کے دین کی اشاعت کرتا رہے۔

چنانچہ خدائے بالا و برتر کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ مدرسہ باسٹھ سال سے راستہ کی مشکلات کا نہایت پامردی سے مقابلہ کرتے ہوئے دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ امسال ہندوستان کے مختلف صوبوں اور بیرون ہند مثلاً کابل، غزنی، برما وغیرہ کے سات سو آٹھ طلبہ کلام اللہ شریف کی تفسیر، حدیث شریف، فقہ، اصول فقہ، کلام، ادب، منطق، فلسفہ، صرف، نحو، فارسی، اردو، ریاضی، حساب، قرارت تجوید اور قرآن پاک کی تعلیم پا رہے ہیں۔

جن میں سے ۲۱۴ طلبہ عربی درجات میں ہیں، باقی دیگر ابتدائی درجات میں تعلیم پا رہے ہیں۔ بیشتر عربی طلبہ کے مصارف کا تکفل مدرسہ ہی کرتا ہے۔ کتابیں ہر طالب العلم کو مدرسہ سے دیجاتی ہیں جو بعض بعض درجات میں ۵۰ ۶۰ روپے سے بھی زیادہ کی ہوتی ہیں۔

رسالہ قائد کی درخواست

اپنے تمام ناظرین سے یہ ہے کہ مصارف خیر کے سلسلہ میں اس مبارک درسگاہ کو فراموش نہ کریں۔

فضائل و احکام عید الاضحیٰ

فضائل :۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک ماہ کے بہت کچھ فضائل و محامد بیان فرمائے ہیں۔ ہر عبادت کا ثواب اس ماہ میں بڑھا دیا جاتا ہے عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ ایک اگلے اور ایک پچھلے دو برس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اس عشرہ میں ہر روزہ کا ثواب ایکسال کے روزوں کی برابر ہے اور اس کی راتیں لیلۃ القدر کا مرتبہ رکھتی ہیں (مجالس الابرار) جس کو قربانی کرنی ہو اس کیلئے مستحب ہے کہ چاند دیکھنے کے بعد حجامت یا خط نہ بنوائے، نہ ناخن کٹوائے، قربانی سے فراغت کی بعد اس ضرورت کو پورا کرے، واجب ہے کہ یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کی صبح کی نماز سے لیکر تیرہویں تاریخ کے عصر تک پنجوقتہ باجماعت فرضوں کی نمازوں کے بعد یہ تکبیر بلند آواز سے ایک مرتبہ کہا کرے

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد (درمختار)

مسائل :۔ قربانی اس مسلمان پر واجب ہے جو ان دنوں میں نصاب کا مالک ہو اور مقیم ہو ضروری نہیں کہ وہ ایک سال سے نصاب کا مالک ہے، شرط یہ ہے کہ حاجت اصلی سے زائد ہو حتیٰ کہ مکان بھی اگر رہنے کے مکان سے علیحدہ ہو یا عورت کے پاس کپڑے لچکے گوٹے کے ہوں یا بے پڑھے کے پاس کتابیں یا پڑھے ہوئے کے پاس ایک ایک کتاب کے دو دو نسخے ہوں غرض جو چیز حاجت سے زیادہ ہو اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے اس پر قربانی واجب ہے جس پر واجب نہیں اگر وہ بھی قربانی کرے تو ثواب عظیم ہے، وقت قربانی کا شہر میں نماز عید کے بعد اور گاؤں میں طلوع صبح صادق سے بارہویں تاریخ کے غروب تک (درمختار) صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم کو قربانی میں کیا اجر ہے تو ارشاد ہوا کہ قربانی کے ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی ملے گی۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے اول ہی خون کے قطرے پر وہ گناہ جو زمانہ سابق میں سرزد ہوئے بخشے جاتے ہیں۔ قیامت میں میزان اعمال میں قربانی کا خون و پوست ستر درجہ مضاعف کرکے دلایا جاوے گا۔ پل صراط پر قربانی سواری بنے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ عید الاضحیٰ کے روز کوئی عمل قربانی سے زیادہ اللہ کو محبوب نہیں۔

مسئلہ :۔ نابالغ مالک نصاب پر قربانی میں اختلاف ہے، اولیٰ یہ ہے کہ اس کی طرف سے اسکے مال

ہیں سے قربانی کرے (درمختار) مسئلہ :- ایک شخص اپنی قربانی کا فریضہ مندرجہ ذیل چیزوں
میں سے کسی ایک سے ادا کرسکتا ہے ، (۱) بکری جو عمر میں ایک سال سے کم نہ ہو۔
(۲) بھیڑ (ضرورت کی صورت میں ۶ ماہ کی بھیڑ بھی کافی ہوسکتی ہے) بشرطیکہ فربہ اور موٹی تازی
ہو جو دیکھنے میں سال بھر کی معلوم ہو۔
(۳) گائے، بیل، بھینس، بھینسے یا اونٹ کا ساتواں حصہ۔ مگر اونٹ میں شرط یہ ہے کہ پانچ سال
سے کم نہ ہو باقی جانوروں میں کم از کم دو سال کا ہونا ضروری ہے۔ گائے، بیل، بھینس، اونٹ میں
سات سے زیادہ شریک نہ ہوں۔ چاہے کم ہوجائیں۔
قربانی کے کل شرکاء کا منشاء ثواب حاصل کرنا ہو کسی کی نیت گوشت کھانے یا فروخت
کرنے کی نہ ہو ورنہ ایک کی بھی قربانی جائز نہ ہوگی۔ اگر کوئی قربانی میں عقیقہ کی نیت سے شریک ہوجائے
تو اس کا عقیقہ اور دوسروں کی قربانی درست ہوجائے گی۔
(درمختار) مسئلہ :- قربانی کے شرکاء اپنے اپنے حصوں کو تول کر تقسیم کریں اندازاً نہ بانٹیں
(درمختار) مسئلہ :- اگر اپنی خوشی سے کسی مردہ کی روح کو ثواب پہونچانے کے لئے قربانی
کرے تو اس کا کھلانا، بانٹنا سب درست ہے۔
مسئلہ :- سینگ ٹوٹا، کنکٹا، دم کٹا، اندھا، لنگڑا یا ایسا دبلا کہ جائے ذبح تک نہ
جاسکے۔ پوپلا کہ جس کے دانت نہیں رہے، یا وہ جانور کہ جس کے تھنوں کی نوکیں کٹی ہوں یا سوکھ گئی
ہوں نادرست ہے۔ اگر سینگ پیدائشی نہ ہوں یا ایسا ٹوٹا ہوا ہو کہ اندر کا گودا صحیح و سالم ہے۔ یا
آدھے سے کم ٹوٹا ہو تو جائز ہے (درمختار)
مسئلہ :- مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت کا ایک حصہ فقراء کو دیدے اور دو حصے اپنے صرف
میں لائے اور عزیز و اقارب کو دے۔ (درمختار)
مسئلہ :- اجرت ذبح میں گوشت وغیرہ قصاب کو نہ دیا جائے بلکہ علیحدہ اپنے پاس سے
دے۔ جانور کے باندھنے کی رسی وغیرہ بھی خیرات کردیں، چمڑے کا اگرچہ ڈول یا چلنی وغیرہ بنالینا
درست ہے لیکن صدقہ کردینا اولیٰ ہے اور کھال کا بیچنا مکروہ ہے اور اگر بیچ ڈالے تو بجنسہ قیمت کا
صدقہ کردینا واجب ہے۔ (درمختار)
مسئلہ :- چرم قربانی کی قیمت مسجد کے فرش میں یا اس کی مرمت میں یا سقایہ میں یا لوٹا
بدھنی میں یا عیدگاہ میں یا کنویں میں صرف کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں تملیک شرط ہے اگر کوئی صرف

کرے گا تو اس پر لازم ہوگا کہ اسقدر دام اپنے پاس سے مستحق کو ادا کرے (درمختار)

مسئلہ کھال کا گوشت سے جدا ہونے سے قبل فروخت کرنا ناجائز ہے (درمختار)

مسئلہ: مالدار صاحب نصاب نے کسی عذر سے ایام سفر میں قربانی نہ کی تو بعد گزرنے ایام قربانی کے ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت صدقہ کرے اور قربانی کا جانور خرید چکا ہے تو چاہے قیمت صدقہ کرے یا زندہ جانور خیرات کرے جو مالک نصاب قربانی کرنے میں تساہل کرتے ہیں اور تھوڑے داموں کی خاطر ثواب سے محروم رہتے ہیں، ان کی نسبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قربانی کی وسعت رکھتا ہے اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آوے۔ خدا سب مسلمانوں کو آنحضرت صلعم کے عتاب سے بچائے۔ آمین۔

قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا اولیٰ ہے، ذبح سے پہلے جانور کو گھاس چارہ کھلاوے ذبح کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝
اور جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹاوے اور داہنا پیر اس کے شانوں پر رکھکر اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہکر تیز چھری سے جلد ذبح کرے اور بعد ذبح کے کہے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
اگر جانور پکڑنے والا بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہے تو بہتر ہے اگر قربانی میں سوائے ذبح کرنے والے کے کوئی اور شریک نہیں تو اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کہے اور اگر دوسرے بھی شریک ہیں تو اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اور اگر ذبح کرنے والا قربانی میں شریک نہیں تو بعد اَللّٰهُمَّ مِنْ کے شریک کا نام لیکر كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ کو آخر تک پڑھے۔

مسائل نماز عید

مسئلہ: نماز عیدین کی واجب اور عیدگاہ میں جانا سنت ہے (درمختار) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مسجد نبوی کو (جس میں ایک نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا ثواب رکھتا ہے) چھوڑکر نماز عیدین کی عیدگاہ میں پڑھتے تھے۔ اور ائمہ دین اور سلف صالحین کا اسی پر عملدرآمد رہا ہے۔

مسئلہ: عید کے دن نہانا، عمدہ لباس جو شرع میں جائز ہو پہننا، خوشبو لگانا، بغیر کھائے نماز کو جانا، اور قربانی کرنے والے کو اپنی قربانی میں سے آکر کھانا، راستہ میں تکبیر باواز بلند

کہتے جانا، لوٹ کر دوسرے راستہ سے آنا مسنون و مستحب ہے۔ (درمختار عالمگیری) نماز میں صفیں سیدھی کرنا ضروری ہے۔ اول رکعت میں تکبیر تحریمہ اور سبحانک پڑھنے کے بعد تین تکبیریں کہی جاتی ہیں جو روزمرہ کی نماز میں نہیں ہوتیں، ان تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھاوے اور چھوڑ دے اور بقدر تین تسبیح کے توقف کرے اور تیسری تکبیر کے بعد ناف کی نیچے باندھ لے۔ دوسری رکعت میں بھی تکبیرات کے وقت ایسا ہی کرے۔ مگر تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے اور رکوع میں چلا جاوے نماز کے بعد خطبہ سنے اگر آواز نہ آوے تو چپ بیٹھا رہے (عالمگیری)

مسئلہ: اگر کسی کو ایک رکعت ملی تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر پہلے الحمد و سورۃ پڑھے پھر تکبیرات کہے۔ الحمد اور سورت سے پہلے تکبیرات نہ کہے۔ اگرچہ یہ قضا پہلی رکعت کی ہے (درمختار)

مسئلہ: اگر امام کو رکوع میں پاوے اور ممکن ہو کہ تکبیرات کہکر رکوع میں شامل ہو جاوے تو ایسا ہی کرے۔ ورنہ صرف تکبیر تحریمہ کہکر رکوع میں چلا جاوے اور رکوع میں وہ تین تکبیریں کہہ لے اور ہاتھ نہ اٹھاوے اب اگر تسبیح کہنے کی گنجائش ہو تو کہے ورنہ ترک کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر رکوع میں تکبیریں نہ کہہ سکا اور امام نے سر اوٹھا لیا تو امام کی پیروی کرے تکبیریں اسپر ساقط ہو گئیں۔ مسئلہ: عید کی نماز اگر نہ ملے تو کہیں اور تلاش کرے نماز عید کی قضا نہیں ہوتی (درمختار) مسئلہ: نفل پڑھنا نماز عیدین سے پہلے مکروہ ہے۔ اور بعد نماز کے صرف عید گاہ میں مکروہ ہے (درمختار) مسئلہ: اگر عید گاہ میں جنازہ آجائے تو پہلے عید کی نماز پھر جنازہ کی نماز پھر خطبہ پڑھنا چاہیئے۔ (مجالس) مسئلہ: عیدین میں بچوں کے لئے گانے بجانے کی چیزیں اور تصویریں اکثر خریدی جاتی ہیں یہ شرعاً قطعی ممنوع ہیں۔ نہ خریدنی چاہییں (مجالس الابرار) مسئلہ: تصویریں گھر میں رکھنے سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے، (صحیح بخاری) مسئلہ: مردوں کو ریشمین کپڑے پہننا حرام ہیں خواہ بالغ ہو یا نابالغ بچوں کے پہننے کا وبال بڑوں کی گردن پہ ہے (مجالس)

مسئلہ: عیدین کی نماز کے بعد دعا مانگنا چاہیئے، خطبہ کے بعد دعا مانگنا ثابت نہیں۔

سیاسی تربیت گاہ اور دارالصنائع کمپنی لمیٹڈ کے متعلق

مفکرین امت اور بہی خواہان ملت کی آراء

الحمدللہ کہ امت اسلامیہ کے مسلم مفکرین اور اہل الرائے حضرات نے اس تجویز کے متعلق نہایت مسرت اور پسندیدگی کا اظہار کیا ہے چند آرا اس مرتبہ شائع کی جارہی ہیں اور باقی انشاءاللہ محرم الحرام کے پرچہ میں شائع کی جاویں گی جو خوش قسمتی سے سالگرہ نمبر بھی ہوگا (محمد میاں)

حضرت علامہ ابوالمحاسن مولانا محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار

"سیاسی تربیت گاہ اور دارالصنائع کی تجویز مجموعی اور اصولی حیثیت سے بہت ہی مبارک ہے اس قسم کی عملی تجویزیں مسلمانوں کے بہت سے قومی امراض کا صحیح علاج ہوسکتی ہیں خدا کرے مسلمان اس ضرورت کو محسوس کریں اور اس دعوت پر لبیک کہیں۔ مذکورہ بالا اسکیم کی تفصیلات کے متعلق ہم اپنی تفصیلی رائے عنقریب پیش کروں گا

دستخط ابوالمحاسن محمد سجاد۔ کان اللہ لہ
۱۹ شوال ۱۳۵۷ھ ہجری

حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی رکن مجلس عاملہ مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند (از مونگیر) امیر صاحب کی موافقت کرتے ہوئے اسی مضمون پر دستخط فرمائے ہیں۔

ایضاً مولانا محمد رفیق الدین صاحب مونگیر۔ ایضاً مولانا حکیم تفضل حسن صاحب مونگیر۔ ایضاً مولانا حکیم منصور احمد صاحب پوری ضلع بھاگلپور

"میں بھی اس مبارک تجویز کو مسلمانوں کے لئے ہر حیثیت سے مفید سمجھتا ہوں"

(مولانا) انور حسین صاحب ندوی لکچرار ٹی۔ این۔ بی۔ کالج بھاگلپور

"اس تجویز کو عمل میں لانے میں جتنی دیر ہوگی اتنی ہی ہمارے لئے خرابی ہے اسلئے جلد از جلد اسکو عملی جامہ پہنانا چاہیئے"

مولانا محمد ابراہیم صاحب پریئی ضلع بھاگلپور۔

"میں اس مبارک تجویز کا خیر مقدم کرتا ہوں"

مولانا حکیم عبد الغفور صاحب پوربنی ضلع بھاگلپور

"میں اس مبارک تجویز سے قلبی ہمدردی رکھتا ہوں۔ جہاں تک جلد ممکن ہو عملی جامہ پہنانا چاہیئے" مولانا محمد انور صاحب نائب مدرس مدرسہ تنظیمیہ بارہ عیدگاہ ضلع پورنیہ

"میں اس مبارک تجویز سے دلی ہمدردی اور پرزور تائید کرتا ہوں"

محمد تفضل حسین عفرلہٗ مدرسہ لقمانیہ پوربنی ضلع بھاگلپور

"تجاویز اربعہ ہمہ گیر کامرانی کے لئے فال نیک ہیں، خداوند عالم حوصلوں میں بلندی اور عمل میں قوت بخشے" آمین۔ مولانا محمد عالم صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ ہرلوپرشنی ڈاکخانہ بارا چکیا ضلع چمپارن۔

(از مولانا عبد الرحمن صاحب منصور فاضل دیوبند، اسلامیہ ماڈرن ٹیل کالج فتحپوری دہلی)

"اس مردہ دور میں بعض علماء اسلام سیاست عمری کی زندہ آئینہ داری کے حامل نظر آرہے ہیں جو یقیناً اسلامی ہند کے لئے ایک اہم اور نیک فال ہے، ترکی، مصر وغیرہ میں مسلمانی کا بڑا زور رہے مگر اسلامیت کی کمی ضرور ہے، افغانستان میں اگرچہ اب مسلمانی کا کچھ زور ہونے لگا ہے مگر تاہم ایک حیثیت سے وہ معہ حجاز و ہندوستان کے علماء کے باوجود اسلامیت کے زور کے مسلمانی میں خام نظر آتے ہیں، بہرحال اگر آپ کی اسکیم کامیاب ثمرات دینے لگے تو یقیناً انشاء اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمان دونوں بدرجہ اتم منظر آنے لگیں گے۔ تربیت گاہ سیاسی کے طلباء کیلئے دار الصنائع کمپنی لمیٹڈ سے جو تکفل کا انتظام لکھا گیا ہے، جاپان کی درسگاہوں کے طلبا بھی اسی طرح غیروں سے بے نیازی حاصل کر چکے ہیں جو مفید ثابت ہوا۔ جمعیۃ علماء سے صرف علماء دین و فاضلین دینیات کی تنظیم ہوسکتی ہے، احرار صرف ایک فوجی جماعت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسکے ذریعہ عام مسلمانوں کی تنظیم مشکل ہے، بلکہ مناسب یہ ہے کہ مسلمانوں کے پیشے اور معلومات اور اجتماعات کی حیثیات کے موافق ان کی تنظیم ہونی چاہیئے، سبکو فوج کے ماتحت منظم کرنا درست نہیں ہوگا اور نہ زیادہ فائدہ ہوگا بہرحال مسلمانوں کی عام ترقی اور مذہبی روح باقی رکھنے کے لئے ضرورت ہے کہ ان کے رہنما دین و دنیا غرض ہر پہلو کے اعتبار سے جامع ہوں جب جاکر جامع رہنمائی بھی کریں مگر صد افسوس کہ موجودہ اکثر رہنما یا دین کے رہنما ہوتے ہیں یا صرف دنیا کے۔ لہٰذا میرے خیال میں موجودہ اکابر کی سسٹم بہت ناقص ہونے کی وجہ سے ضرورت ہے کہ جامع تربیت کیذریعہ ایک نئی النسل پیدا کی جائے جو

خود جامع ہوکر مسلمانوں کی جامع تنظیم و تقویم کرے۔ اس کے لئے آپکی تربیت گاہ مناسب ہے میں سمجھتا ہوں کہ تربیت گاہ میں اردو، عربی، فارسی، پشتو ترکی زبانوں میں تقریر و تحریر اور اخبار نویسی کی مشق اور خوشنویسی اور طباعت کا کام ضرور لازمی طور پر سکھایا جائے تاکہ عالم اسلام سے تعلق اور پروپگنڈا میں سہولت ہو اور علاوہ ان زبانوں کے ہندی سنسکرت بھی سکھانی چاہیئے۔ تاکہ ویدک دہرم سے مقابلہ آسان ہو اور مذکورہ بالا زبانوں کی شاعری بھی ضروری ہے۔ الحان کے ساتھ قرارت اور مختلف زبانوں میں مناظرہ کی تعلیم بھی لازمی ہے۔ سیاست کے ساتھ جغرافیہ بھی ضروری ہے ورنہ ہندوستانی بکواسی لیڈری تو کرسکیگا، مگر اسلام کے لئے کوئی اعلیٰ کام عمل درآمد کرنا مشکل ہوگا، کیمیا سائنس کی تعلیم بھی ضروری ہے تاکہ کیمیاوی جنگ میں بھی حصہ لے سکے۔ دوڑنا، تیراک، جست لگانا بانک، تلوار، لاٹھی، مکہ مارنا، پریڈ جنگی تعلیم، سائیکل سواری، موٹر چلانا، گھوڑا دوڑانا، گھوڑوں کی پریڈ، برچھہ لیکر دوڑنا، وغیرہ بہت ضروری چیزیں ہیں اور خصوصاً صنعت ضروری چیز ہے ورنہ اوزار کی اصلاح نہ ہونا مشکل ہونیکی وجہ سے جہاد مشکل ہوگا۔ چین میں شاہی جنگی درسگاہ میں تعلیم حرب کے ساتھ توپ بندوق کی اصلاح وغیرہ انجنیرنگ سکھلائی جاتی ہے۔ تربیت گاہ کے لئے اپنے اثر سے کام لیکر جلد ابتدا کردینا چاہیئے۔ اور تکمیل کا متکفل اللہ ہے، فراغت کے بعد ترکی، مصر، اٹلی، جرمنی بھی طلباء کو نصف اخراجات دیکر بھیجنا چاہیئں تاکہ واپس آکر ادارہ میں کام کریں۔

مولانا عبدالرحمٰن صاحب منصور فاضل دیوبند ۲۳ء اسلامیہ اورنٹیل کالج فتحپوری دہلی

(باقی آئندہ)

جذباتِ شمسی

(از خامۂ جناب مولانا ابوالحنید صاحب شمسی اسلام آبادی فاضل دارالعلوم دیوبند)

یہ نظم مولانا موصوف نے جمعیۃ الطلبہ دارالعلوم دیوبند کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۱۶ر صفر ۱۳۵۶ھ زیرِ صدارت حضرت العلامہ الحاج الحافظ القاری مولانا محمد طیب صاحب مدظلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند، میں دلکش انداز سے سناکر حاضرین جلسہ کو محظوظ فرمایا تھا۔ (مولوی عبد الخالق صاحب چاٹگامی)

ہمارے محترم مولانا سلطان الحق صاحب ناظم کتب خانہ دارالعلوم دیوبند اور برادر محترم مولوی عبد الخالق صاحب متعلم دارالعلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں کہ "قائد ہماری امیدوں کا سہارا ہے" ادارہ قائد ان حضرات کی اس قدر افزائی اور کرم فرمائی کا تہ دل سے شکرگزار ہے دعا ہے کہ خداوند رسالہ قائد کو ہمیشہ حضرات علماء اور نونہالان امت کا منظور نظر رکھے آمین (محمد میاں عفی عنہ)

نہ پنداری کہ مداح حسین احمد فقط شمسی — زمین و آسماں قائل ثنائی علم و عرفانش
زذات حضرت علامہ شیخ علوم و فن — کمالِ بو علی سینا زمانہ کرد نسیانش
مفسر یا محدث یا فقیہ بے بدل گویم — تعالی اللہ ہماں مردِ مجاہد ہست شایانش
سوئے حق خلق را رہبر قوامِ شرع پیغمبر — بدلہا مہر شاں مضمر چو در دل راز عرفانش
بشب در طاعت داور بکارِ خلق روز اندر — بود کیفیتش برتر کہ ساز و درک انسانش
کنند از قوتِ خلق جمیلش حکم در دلہا — چہ ایرانی چہ تورانی بزیرِ خطِ فرمانش،
چناں ذات مقدس چشمِ گیتی کے ہمی بیند — کہ روشن مشرق و مغرب شدہ از نور عرفانش
گلِ گلزار محمودی سراپا خیر و بہبودی — پئے تحصیل آزادی دل و جاں کرد قربانش،
نمی ترسم کہ نابش حکومت گور بشکافد — چو ہمت حسینی گشت در عالم نگہبانش،
دوبارہ زندہ سازم سنتِ فاروقی و حیدر — کنم آں کافر صد سالہ را تلقین ایمانش،
چو بر ہندوستاں برطانیہ دست تغلب زد — بلائے قحط سالی شد نصیب اہل دورانش
رواج فسق و بدکاری فریب و ہم ستمگاری — ہنودن کو بکو جاری ہمیں بس دین و ایمانش
تو آں مسلم کہ بودی صاحب توقیر در عالم — تو شہباز ولایت ہم توئی بودی نگہبانش

توان مسلم کہ در رگ موجزن خونِ حمیّت بود ۔ ہراساں محو حیرت ہر طرف بودند شاہانش
بپرس آں عظمت اسلامیاں از قلعۂ خیبر ۔ سلاحِ حیدری دانند چگونہ کرد خذلانش
کجا شد ہمت حیدر کجا افسانۂ خیبر ۔ کجا شد عزت مسلم کجا آں جوش ایمانش
زمانہ خندہا دارد بریں آشفتہ حالِ ما ۔ کجا شد قلعۂ دہلی کجا شاہِ نگہبانش
ہمہ توقیر و عظمت شان و شوکت ہیبت دینی ۔ جنابِ ظالم یورپ سراسر کرد قربانش
نہ ایں شرطِ حمیّت خفتنی بر بسترِ راحت ۔ دلِ غمدیدۂ اہل وطن گریاں و نالانش
تقاضائے حمیّت اینکہ دوبارہ شوی بیدا ۔ بلب اللہ اکبر ہم بکف شمشیر برآنش
نثار نقد جاں کن بر صدائے جاہدوا فی اللہ ۔ أعِدُّوا ما استطعتم یاد داری حکم قرآنش
مدد کن یا خدا ایں نوجواناں حسینی زا ۔ کہ بر لب ذکرِ حق باشد بکف شمشیر برآنش
خدایا آں امیر الہند مولانا حسین احمد ۔ کہ باشد ظالم یورپ سراسر دشمن جانش
جنابش قبلۂ عالم عمِ عالم فدا و انش ۔ بود تا دیر باقی بر سرِ ایں جان نثارانش

الا یا شمسی خوشگو بیا مژدہ بعالم گو
کہ بر یورپ کشیدہ شد خطِ تنسیخ فرمانش

رسالہ قائد کیلئے ایکماہ کا سفر

اور کرم فرما بزرگوں کا شکریہ

بفضلہ تعالیٰ رسالہ "قائد" اگرچہ امید سے زیادہ مقبولیت حاصل کر رہا ہے مگر تاہم اوسکے مصارف پورے کرنے کے لئے جسقدر خریداروں کی ضرورت ہے وہ ابتک حاصل نہیں ہوسکے۔

چونکہ رسالہ "قائد" تبلیغ کے اہم مقصد کو لیکر عالم وجود میں آیا ہے اسلئے اراکین ادارہ کی جد و جہد یہ ہے کہ وہ کامیاب ہو، اور کم از کم اس درجہ پر پہنچ جائے کہ اپنے مصارف کا خود متحمل ہوسکے اسی مقصد کی تکمیل کے لئے احقر نے صوبہ بہار، اور اضلاع شرقیہ صوبہ یوپی کے سفر کا قصد کیا۔ ماہ شوال اس کے لئے زیادہ موزوں تھا، کیونکہ اس کے بعد احقر کو تدریسی مشاغل سے اتنی فرصت کہاں مل سکتی تھی کہ وہ اسقدر دور دراز شہروں کا دورہ کر سکے۔ سہارنپور، میرٹھ، مظفر نگر، وغیرہ اضلاع کے متعلق یہ خیال تھا کہ جمعہ کی تعطیل میں بھی وہاں جاکر واپسی ہوسکتی ہے۔

چنانچہ احقر ۱۳ شوال ۱۳۵۷ھ کو مراد آباد سے روانہ ہوا۔ اور ۲۷ روز کے سفر کے بعد ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ کو بعافیت مراد آباد پہونچا۔

اس ایکماہ کے سفر کے بہت سے دلچسپ حالات ہیں جنکو احقر نے شائع کرنے کے لئے قلمبند بھی کر لیا ہے۔ مگر اس ماہ میں عید الاضحیٰ کے متعلق مضامین کے باعث شذرات کا حصہ بالکل ختم ہوگیا لہذا دلچسپ حالات، لطائف اور مفصل شکریہ تو انشاء اللہ پھر کسی اشاعت میں پیش کیا جائیگا سردست ان بزرگوں کے اسماء گرامی پیش کرتے ہوئے شکریہ ادا کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جنہوں نے اپنے گوناگوں الطاف سے احقر کو نوازا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

آرہ شاہ آباد } عالیجناب چودھری صفی الدین صاحب سکرٹری مدرسہ حنفیہ آرہ۔ عالیجناب چودھری امیر عالم صاحب۔ مہادیو ارد و آرہ۔ برادر عزیز مولانا فخر عالم صاحب۔ مولانا عبداللہ صاحب ادیب مدرسہ حنفیہ آرہ۔ مولانا وارث محمد صاحب۔

مولانا عبدالرب صاحب۔ مولانا محمد جان صاحب مدرسین مدرسہ حنفیہ آرہ۔ جناب ماسٹر اکرام الحق صاحب۔ جناب مولوی محفوظ عالم صاحب وکیل جناب مولوی قمر الہدیٰ صاحب۔ جناب مولوی علی حسین صاحب۔ جناب مولوی حافظ شاہ محمد علی

صاحب نائب امام جامع مسجد آرہ ۔ جناب مولانا
حافظ حکیم عبدالقدوس صاحب ۔ جناب شیخ
عبدالرزاق صاحب ۔ جناب منشی شیخ عبدالوہاب
صاحب ۔ جناب محترم چودھری محمد قاسم صاحب
مدظلہ آرہ وغیرہم ۔

پھلواری شریف ۔ حضرت علامہ مولانا سید
ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ
بہار ۔ حضرت مولانا شاہ نظام الدین صاحب ۔
حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب ۔ (برادران
حضرت نائب امیر شریعت صاحب) جناب مولانا
عثمان صاحب مدیر جریدہ "نقیب"۔ جناب مولانا
غلام مصطفیٰ خاں صاحب مبلغ امارت شرعیہ ۔
جناب مولانا محمد یٰسین صاحب مبلغ امارت شرعیہ ۔

بانکی پور ۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب پرنسپل
شمس الہدیٰ پٹنہ ۔ مولانا عبدالرحمن صاحب ۔
مدرس جونیر مدرسہ شمس الہدیٰ وغیرہم ۔

مونگیر ۔ حضرت مولانا شاہ لطف اللہ صاحب
سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ ۔ مولانا حکیم نور اللہ صاحب
فاضل دیوبند ۔ مولانا منت اللہ صاحب ایم ایل
اے ۔ فاضل دیوبند ۔ حضرت مولانا عبدالصمد صاحب
رحمانی رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند ۔ جناب
مولانا رفیق اللہ صاحب ۔

بھاگلپور ۔ جناب محترم مولانا محمد جلال صاحب
مدرس مدرسہ اسلامیہ ناتھ نگر بھاگلپور

مظفر پور ۔ حضرت مولانا شاہ حبیب اللہ صاحب
مدظلہ العالی ۔ عالی جناب شاہ قاری عبدالمجید صاحب
ناظم مدرسہ جامع العلوم ۔ جناب مولانا جمیل احمد صاحب
صدر مدرس مدرسہ جامع العلوم ۔ جناب مولانا عبداللطیف
صاحب عربی ٹیچر ضلع اسکول ۔ مولانا سید فیاض
حسین صاحب مالک فیضی پریس ۔

دربھنگہ ۔ حضرت مولانا زکریا صاحب محمودی
مدرس مدرسہ امدادیہ ۔ مولانا عبدالباری صاحب ۔
نائب ناظم یتیم خانہ ۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب ۔
صدر مدرس مدرسہ امدادیہ ۔ مولانا عبدالعزیز صاحب
مہتمم مدرسہ امدادیہ ۔ مولانا عبدالودود صاحب
ممبر میونسپل بورڈ لہریا سرائے دربھنگہ ۔ جناب مولانا
محمد یٰسین صاحب تاجر چرم ۔ جناب ڈاکٹر محمد
یعقوب صاحب باقر گنج ۔ مولانا شاہ محمد امیر السلام
صاحب وغیرہم ۔

مدھوبنی ۔ حضرت مولانا شاہ احمد صاحب فاضل
دیوبند صدر مدرس مدرسہ احمدیہ ۔

شرف الدین پور ۔ مولوی علی حیدر صاحب ۔

جونپور ۔ حضرت مولانا شاہ محمد سجاد صاحب ۔
حضرت مولانا شاہ عبدالسلام صاحب مہتمم مدرسہ
کرامتیہ جونپور ۔ مولانا شاہ محمد سالم صاحب ۔

مئوناتھ بھنجن ۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن
صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مفتاح العلوم مئو ۔
مولانا محمد حنیف صاحب فاضل مدرسہ مفتاح العلوم

مبارکپور ۔ حضرت مولانا شکر اللہ صاحب ۔
مہتمم مدرسہ احیاء العلوم ۔ برادران مولانا عبدالباری

صاحب ۔ مولانا محمد عمر صاحب ۔ مولانا محمد بشیر احمد صاحب
مولانا عبدالشکور صاحب ۔ مولانا مختار احمد صاحب
مولانا محمد شفیع صاحب مدرسین مدرسہ احیاء العلوم
مولانا عبدالحفیظ صاحب ۔ مولانا محمد عثمان صاحب
مولانا عبدالستار صاحب ۔ مولانا محمد بشیر خاں صاحب
و دیگر حضرات ۔

احقر ان سب حضرات کی خدمت میں شکریہ ادا کرتے ہوئے مستدعی ہے کہ حسب وعدہ رسالہ کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ منعطف فرماتے رہیں ۔ یہ مکرر عرض ہے کہ رسالہ ایک خاص مقصد کا حامل ہے جس کا اعلان اسکے اشتہارات میں ہے اور رسالہ ہذا کے صفحہ ۲ پر اس کی توضیح کر دی گئی ۔ اور اپنی گزشتہ اشاعتوں سے وہ اپنے مقاصد میں کامیابی کا ثبوت پیش کر رہا ہے واللہ المعین وہو الموفق ۔

اسی طرح ان سب حضرات کی شکریہ بھی واجب ہے جنہوں نے احقر کی درخواست منظور فرما کر رسالہ کی خریداری منظور فرمائی ۔

دوسرا شکریہ کم ان حضرات کا واجب ہی جو اپنے الطاف سے غائبانہ رسالہ کو نواز رہے ہیں اور جنہوں نے گزشتہ چند ہفتوں میں رسالہ کی خریداری کے لئے آمادہ کر کے یکمشت رقم ارسال فرمائی ۔

علم دوست طبقہ میں اشتہار دینے کیلئے "قائد" بہترین ذریعہ ہے (منیجر)

تصحیح

قائد کے کمال نمبر میں صفحہ ۲۴ پر " قطعہ تاریخ غازی ہیٹال مصطفیٰ الکمال نور اللہ مرقدہٗ " کے عنوان سے جو نظم شائع ہوئی ہے ۔ اس کا آخری مصرع غلط ہو گیا ہے صحیح مصرع اس طرح ہے ۔

"جنت میں مجھے لے جائیگا مصطفیٰ الکمال"

ترجمہ تفسیر ابن کثیر بسلسلہ قائد ماہ شوال ۱۳۵۷ھ

سورہ فاتحہ اور اسکی اہمیت

(از حضرت علامہ مولانا سید فخر الدین احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد)

سورۂ فاتحہ کا پڑھنا احناف کے ہاں نماز کا رکن نہیں۔ اس سلسلہ میں حدیث مذکور سے اس طرح استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حصہ کی قرارت کا حکم فرمایا جس کو سہولت پڑھا جاسکے۔ اس میں فاتحہ یا کسی اور سورت کی کوئی تعیین نہیں فرمائی۔ بس اس سے قول احناف کی دلیل ثابت ہوگئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نماز میں فاتحہ کتاب کی قرارت معین ہے۔ اور کوئی نماز فاتحہ کتاب کے بغیر نہیں ہوتی۔ باقی ائمہ مثلاً امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اور اُن کے اصحاب کا قول یہی ہے۔ اور یہی قول جمہور علماء[۱] کا ہے۔

ان حضرات نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں فاتحہ سے خالی نماز کے متعلق تین مرتبہ خداج۔ خداج۔ خداج کہا گیا ہے۔ اور خداج کے معنی ناقص[۲] کے ہیں یعنی ناتمام اور غیر مکمل۔ چنانچہ اسی حدیث میں "خداج" کی تفسیر غیر مکمل کی گئی ہے۔

ان حضرات نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی اُس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جس کو زہری رحمہ اللہ نے بحوالہ حضرت محمود بن ربیع۔ سیدنا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب — اس شخص کی نماز نہیں جس نے فاتحہ کتاب نہیں پڑھی

ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

لا تجزی صلوٰۃ لا یقرءُ فیہا بام القران — وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس میں ام قرآن نہ پڑھی گئی ہو

اس باب میں حدیثیں بہت سی ہیں۔ اور مناظرہ کی صورت سے بہت زیادہ طوالت ہوجائیگی

---

[۱] جس ملک میں شوافع بکثرت رہتے ہوں وہاں کے باشندے کو جمہور علماء کا مسلک یہی معلوم ہوگا۔ لیکن جہاں احناف کی کثرت ہو مثلاً ہندوستان۔ افغانستان روم وغیرہ۔ وہاں جمہور علما کا مسلک اس کے برخلاف ہوگا۔ [۲] یہ حدیث تو احناف کے لئے حجت ہوگی۔ کیونکہ بعینہ یہ مسلک احناف کا ہے کہ فاتحہ کے نہ پڑھنے سے نماز ناقص۔ ناتمام اور غیر مکمل ہوتی ہے۔ ان حضرات کا استدلال تو جب صحیح ہوتا کہ جب خداج کے معنی باطل اور نیست و نابود کے ہوتے۔

ہم نے صرف ان ائمہ کرام کے دلائل کے اصل دو ماخذ کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

پھر امام شافعی اور اہل علم کی ایک جماعت کا مسلک تو یہ ہے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اکثر رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا لازم ہے۔

حضرت حسن بصری اور بصرہ کے دیگر علماء کا مسلک یہ ہے کہ تمام نمازوں میں صرف ایک رکعت میں فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔

ان حضرات نے حدیث "لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب" (جو فاتحہ کتاب نہ پڑھے اس کی نماز نہیں) کے اطلاق کو ملحوظ قرار دیا کہ ایک رکعت میں فاتحہ پڑھ لینے سے بھی حدیث کے مقتضیٰ پر عمل ہو جائے گا۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب اور ثوری اور اوزاعی کا قول ہے کہ متعین طور پر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں۔ بلکہ اگر سورۂ فاتحہ کے سوا کوئی اور آیت بھی پڑھ لے گا تو کافی ہو جائے گا۔ کیونکہ قرآن پاک میں یہی حکم ہوا ہے۔

فاقرؤا ما تیسر من القرآن — قرآن کا جو حصہ آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لو۔

ابن ماجہ نے ایک سند پیش کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کیا ہے۔

لاصلوٰۃ لمن لم یقرء فی کل رکعۃ بالحمد وسورۃ فی فریضۃ او غیرھا — اس شخص کی نماز نہیں جس نے ہر رکعت میں الحمد و سورۃ کو نہ پڑھا ہو فرض نماز ہو یا کوئی اور۔ مگر اس حدیث کے صحیح ہونے میں کلام ہے اور اس تمام بحث کی تفصیل کے لئے کتاب [illegible] دیکھئے۔

تیسری بحث یہ ہے کہ کیا مقتدی پر قرأۃ فاتحہ واجب ہے؟ اس میں علماء کے تین قول ہیں۔

اول یہ کہ جس طرح امام پر لازم ہے اسی طرح مقتدی پر بھی۔ کیونکہ مذکورہ بالا حدیث عام ہے۔

دوم یہ ہے کہ مقتدی پر قطعاً قرأت لازم ہی نہیں۔ نہ فاتحہ کی نہ کسی دوسری سورت کی۔ نہ جہری نماز میں نہ سری نماز میں۔

حدیث کا تقاضا بس اتنا ہے کہ فرض ادا ہو جائے گا مگر واجب یعنی سورۂ فاتحہ کا پڑھنا باقی رہ گیا جس کا نہ پڑھنا [illegible] نہیں ہوتی۔ بلکہ نماز ناقص ہوگی [illegible] حدیث کا [illegible] امام شافعی نے استدلال کیا ہے بھی یہی مطلب بیان کرتے ہیں کہ جو نماز فاتحہ کے بغیر ہو وہ ناقص ہے کیونکہ وہ [illegible] اس تفسیر پر تمام احادیث کا مضمون جمع بھی ہو جاتا ہے اور قرآن پاک کی آیت سے بھی حدیث کا تعارض نہیں رہتا۔ واللہ اعلم۔ امام احمد بن حنبل نے جو اس حدیث کی تفسیر کی ہے وہ [illegible] ترمذی [illegible] حاشیہ پر ملاحظہ ہو۔

دلیل یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "مسند احمد" میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ — جس شخص کا امام ہو تو امام کی قراءت مقتدی کی بھی قراءت ہو گی۔

لیکن اس کی اسناد میں کسی قدر کمزوری ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ اس حدیث کو وہب بن کیسان کے حوالہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قول کی حیثیت سے نقل کیا ہے۔ اس کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کیا۔

علاوہ ازیں یہ حدیث اَور سندوں سے بھی نقل کی گئی ہے۔

مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہونا کسی[1] صحیح سند سے ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

تیسرا قول یہ ہے کہ سری نمازوں میں تو مذکورہ بالا احادیث ربابت وجوب قراءت فاتحہ کے بموجب قراءت فاتحہ واجب ہے۔ جہری نمازوں میں واجب نہیں۔ کیونکہ صحیح مسلم میں حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب وہ پڑھے تو تم خاموش[2] رہو۔ امام مسلم رح نے اس کے بعد حدیث کے باقی حصہ کو بیان فرمایا ہے۔

مسلم کی طرح ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ جیسے حضرات نے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ امام مسلم نے واذا قرء فانصتوا کی تصحیح فرمائی ہے۔

یہ دونوں حدیثیں تیسرے قول کی دلیل ہیں۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا پہلا قول یہی تھا واللہ اعلم

---

[1] اس حدیث نیز اس مسئلہ کے متعلق پوری بحث تو "ایضاح الادلہ" اور "آثار السنن نیموی" "عرف الشذی" "فصل الخطاب" وغیرہ میں مطالعہ کی جائے۔ یہاں صرف امام ترمذی رح کے قول کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد لاصلوۃ لمن الخ کا مطلب یہ ہے کہ جب تنہا ہو تو فاتحہ کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور وہ حدیث "لاصلوۃ لمن لم یقرء" الخ کے معنی یہی بیان فرماتے ہیں۔ ترمذی شریف ج ۱ ص ۴۲

[2] یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ قراءت کے متعلق اقتدا کی شکل بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ کہ امام پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں۔ اس سے حضرت جابر رض کی حدیث کی تائید بھی ہوتی ہے۔ اور مذہب احناف کے لئے دلیل بھی ہے

اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل رحہ سے بھی قول نقل کیا گیا ہے۔ اور اس موقعہ پر ان مسائل کے ذکر کرنے سے غرض یہ ہے کہ سورہ فاتحہ ایسے احکام کیساتھ مخصوص ہے کہ وہ دوسری سورتوں کے متعلق نہیں حافظ ابوبکر بزاز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم بستر پر لیٹ جاؤ اور فاتحہ کتاب اور قل ہو اللہ پڑھ لو تو موت کے سوا ہر چیز سے نجات پالی۔

استعاذہ کی تفسیر اور اس کے احکام

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

معافی اختیار کرو۔ اچھی باتوں کا حکم کرو۔ نادانوں سے اعراض کرو اور اگر آپکو شیطانی وسوسہ گدگدائے تو اللہ سے پناہ مانگئے۔ وہ بلاشبہہ سمیع وعلیم ہے۔

نیز ارشاد الٰہی ہے:- ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ نحن اعلم بما یصفون۔ وقل رب اعوذبک من ہمزات الشیاطین واعوذبک رب ان یحضرون

برائی کا دفعیہ ایسی چیز سے کرو جو بہت ہی بہتر ہو۔ ہم خوب جانتے ہیں ان چیزوں کو جنکو وہ بیان کرتے ہیں اور کہہ کر اے رب میں شیطانی خطرات سے پناہ مانگتا ہوں اور اے میرے رب میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں

نیز اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا:-

ادفع بالتی ہی احسن۔ فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ وما یلقاہا الا الذین صبروا وما یلقاہا الا ذو حظ عظیم۔ واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ انہ ہو السمیع العلیم

ایسی چیز سے دفعیہ کرو جو بہت ہی بہتر ہو۔ پھر تو وہ شخص کہ اسمیں اور تجھ میں عداوت تھی گویا وہ مخلص دوست ہے۔ یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور صرف انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے حصہ والے ہیں اور اگر کبھی آپکو کوئی شیطانی وسوسہ گدگدائے تو اللہ سے پناہ مانگو وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ باقی

عہ استعاذہ کے معنی ہیں پناہ مانگنا۔ یعنی شیطان وغیرہ کے شر سے خدا کی پناہ مانگنا۔ اصطلاح میں اعوذ باللہ پڑھنے کو استعاذہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے معنی ہیں۔ خدا کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے۔ جب مصنف سورۃ فاتحہ کے فضائل اور احکام سے فارغ ہوئے تو اب وہ اس کی تفسیر سے پہلے استعاذہ اور بسم اللہ کی تفسیر اور اس کے فضائل ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد وہ قرآن پاک کی تفسیر شروع کرینگے۔ اور قرآن پاک کی تلاوت سے پہلے یہ دونوں چیزیں مسنون ہیں

سیاسی تفسیر کی تصحیح

مجلس بیعت تابعیت آپنے رمضان المبارک سے شائع فرمانی شروع فرمادی۔ خداوند کریم آپکی اس حرکت کی برکت سے امت وسط میں اپنی اس بیعت کا احساس اور احساس کے بعد برکت عمل و تبلیغ علمی عطا فرمائے۔ آمین! ترجمہ اچھا ہے خدا کرے اسکا اثر اس سے بھی اچھا پڑے محامد اللہ صاحب نے "اساس انقلاب یا مراقبہ نماز" کی نقل آپکو روانہ کردی ہوگی۔ چونکہ وہ بیعت تابعیت کے اجمال کی ایک خاص طرز پر تفصیل ہے اسلئے اس کے خلاص ہونے پر اساس انقلاب کو شائع فرمائیں اگر انواع الدول کی بھی اشاعت شروع فرماسکیں تو اوس کی فارسی کی اشاعت کی حاجت نہیں صرف اسکا ترجمہ کافی ہوگا۔ انواع الدول کے ختم ہونے پر حکومت الٰہی بزبان اردو (جو کہ شیخ الجامعۃ الملیہ دہلی سے محامد اللہ صاحب منگا کر آپکو روانہ کرینگے) شائع فرمائیں مفصل بیعت تابعیت بھی محامد اللہ صاحب نے آپکو روانہ کردی ہوگی۔ اوس کے مدخل میں تین مضمون بنام راہ نجات اول و دوئم و سوئم ہیں اور آخر میں نتائج اجتماعیہ۔ اگر ممکن ہو تو ان کو جدا جدا مضامین کی حیثیت سے شائع فرمادیں (ہر سہ راہ نجات کی اشاعت کی بالخاصہ ضرورت ہے)

قائد کی عام تصحیح پر خاص الخاص توجہ کی ضرورت ہے، رسالہ کی صحت ہی اوسکی اہمیت کی ضامن ہوتی ہے اگر کوئی رسالہ غلط ہو تو بلند طبقات میں وہ جگہ نہیں پاتا۔

تصحیح مدخل ۲ رمضان المبارک سطر (۱۰) "یہ تصحیح آپکی فرمائش کی تعمیل ہے"

صا لب امدعیان بلند ہنگام امن خواہی در زیر این کاسہ یک نیم کاسہ فساد انگیزی۔ امن داماں کے بہت سے مدعی اس کاسہ کے نیچے فساد انگیزی کا ایک آدھا کاسہ۔

تشریح:۔ یہ فارسی کی مثل ہے جس کا مقصد اخفائے مقصد کا اظہار ہوتا ہے نہ کہ مقصد کی خوردی و کلانی کا۔ عبارت میں (یک و نیم۔ ڈیوڑھا) ہنیں (یک انیم) ہے۔

صلا سطر (۱۴) از بہر رد بر بشریت الخ۔ اسلئے زحمت کشیدہ بشریت پر اوسکی دانائی اور تجربہ کاری کی طرف سے یہ وظیفہ عائد ہوتا ہے کہ ہر ایک مدعی کی صدا پر الخ (غلط)

شوال المکرم سطر (۴) این بزرگان کار بشریت را ۔ (صحیح) این بزرگان افکار بشریت را ۔ ترجمہ خود تصحیح فرمالیں۔

صلا۳۵ سطر (۱۰) ہمہ فتنہای ہستلبنل خالص دولتی۔ یہ تمام فتنے خالص حکومتی اور سلطنتی ہیں۔

تشریح:۔ نئی فارسی میں دولت بمعنی دھن دولت بہت کم مستعمل ہے بلکہ بالعموم حکومت و سلطنت کے معنوں میں آتا ہے جس کی جمع دول ہے۔ اسلئے اس کا ترجمہ "دولت سرمایہ داری" تصحیح طلب ہے اسلام یا حکومت الٰہی سرمایہ کی مخالف نہیں بلکہ ہر سرمایہ دار کے سرمایہ کی محافظت فرما کر اوس میں غربا کا حق مقرر فرماتی اور سرمایہ کو لعنت ہونے کی بجائے رحمت بناتی ہے اور وہ تار پر تقسیم کرکے اوسے اس درجہ پر نہیں پہونچنے دیتی کہ ثروت الی الابد ایک خاندان کا مال قرار پاکر باقیوں کو اوس کی عبودیت پر مجبور کرے۔ اس موقعہ پر مناسب ہے کہ کلمہ ملت اور ملیت کا ذکر بھی کردوں بکلمہ تازہ فارسی میں صرف قوم اور قومیت کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے میرے کلام میں ہر جگہ اس کلمہ کا ترجمہ قوم ہی فرمائیں الا اینکہ مضمون اردو میں ہو۔ والسلام مع الاکرام آپکا منصور انصاری کابل بتوسط مولوی لطیف الرحمٰن خان تاجر

عـه حضرت مولانا کا یہ رسالہ ... رسالہ ... پورا شائع کیا جائیگا جو بلا شبہ ... علم کا تازہ آبدار موتی ہے۔

تاریخ عالم: (مسلسل)

حضرت آدم علیہ السلام دُنیا میں

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو قائد بابت ماہ شوال ۱۳۵۷ھ

طبقات ابن سعد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے دو نمازوں کے بیچ کے وقت میں نکالے گئے۔ یعنی نماز ظہر اور عصر" پھر آپ کو زمین پر اتارا گیا، آپ جنت میں یوم آخرت کے نصف روز کی برابر رہے ہیں (واضح رہے کہ آخرت کا ایک دن ایک ہزار سال کی برابر ہے تو آدھا دن پانسو برس کا ہوا)

قرآن پاک میں ارشاد ہے

(تیرے رب کے ہاں کا ایک دن تمہارے گنتی کے ہزار سال جیسا ہے) اس حساب سے ایک ساعت یعنی بارہواں حصہ دنیا کے حساب سے ۴۲ سال ۲ ماہ کا ہوا۔

تبصرہ} گزشتہ اور آیندہ کے حالات میں آپ فرشتوں اور باری تعالیٰ عزوجل کے ساتھ آدم علیہ السلام اور ابناء آدم کی ہمکلامی اس کثرت سے دیکھیں گے کہ شاید آپکو ان کی تصدیق میں شک و شبہ ہو۔ اور یہ سوال پیدا ہو کہ اگر واقعی فرشتے ہر وقت سامنے پھرا کرتے تھے تو آج کیوں مخفی ہو گئے، حالانکہ انسان کی ذہنی قابلیت اب پہلے سے بالاتر ہے۔ سید الانبیاء خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دنیا میں موجود ہے جس کا لائحہ عمل خدا کے "مکمل قانون" قرآن حکیم" اسکو بتا رہا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے بموجب فرشتے ہمارے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں جنکو حضرت حق جل مجدہ نے مختلف احکام کے سرانجام کے ملئے مامور فرما رکھا ہے۔ اب ہم فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ مگر حضرت حق جل مجدہ کے ارشادات ۔ ان تمام حقائق کو لیئے ہوئے ہونگے۔

ہم ایک چیز کو اتفاق کہیں گے یا اس کے مختلف اسباب بیان کرینگے۔ مگر جو ذات اس تمام عالم کی خالق اور پھر اوس کی مربی ہے جس نے بہت سے سلسلہ قایم کر رکھے ہیں اوس کے کلام پاک میں ان تمام سلسلوں کا تذکرہ ضرور ہوگا۔

اوس کی ایک مثال یہ ہے کہ قابیل نے جب ہابیل کو قتل کر دیا تو پھر ایک کوا آیا جس نے

کھود کر بتایا کہ اگر مرجائے تو اس طرح دفن کرنا چاہیئے۔ وتفصیل آگے آئیگی، انشاء اللہ۔ اہل دنیا اسکو اتفاق سے تعبیر کرتے ہیں مگر حضرت حق جل مجدہٗ کا ارشاد ہے کہ وہ کوا مامور تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

احادیث مقدسہ چونکہ خداوندی الہامات ہیں جو زبان رسالت سے صادر ہوئے تو وہ بھی لامحالہ ان تمام حقیقتوں کے آئینہ دار ہوں گے۔

سلسلہ پیدائش یہ پہلے گزر چکا کہ نقل قرآن نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کے فراق کی کوئی مدت بیان نہیں کی اور نہ وضاحت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ باہمی فراق بھی ہوا تھا، البتہ کچھ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرصہ تک حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کے درمیان فراق رہا۔

مقدار مدت کے بیان میں روایتوں کا اختلاف ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں فراق کی مدت سو سال بتائی گئی ہے۔ بہرحال دنیا میں اجتماع ہوا تو سلسلہ ولادت شروع ہوا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک ایک مرتبہ ایک ایک لڑکا اور ایک ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی (ابن سعد ص۱۲)

پہلوٹا لڑکی یا لڑکا سب سے پہلے قابیل اور اس کی بہن لبود پیدا ہوئے۔ دوسری مرتبہ میں ہابیل اور انکی بہن اقلیم پیدا ہوئے۔ ان کے بعد حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اور ان کی بہن جن کا نام عزورا تھا۔ حضرت شیث کا نام ھبۃ اللہ رکھا گیا، گویا ھبہ کا لفظ ہابیل سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ جب حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بشارت دی تھی کہ خداوند عالم نے ہابیل (جو شہید ہو چکے تھے جن کا تذکرہ آئندہ آئیگا) کے عوض میں ھبہ فرمایا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے انھیں کو اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی تھی۔ حضرت شیث کی پیدائش کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں آئے ہوئے اکتیس ۱۳۱ سال گزر چکے تھے (ابن سعد ص۱۴)

شبہ شرک فی الصفات اور خداوندی تنبیہ ابن سعد نے ایک طویل روایت کے ضمن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اس کے بعد حضرت حوا کو پھر استقرار حمل ہوا مگر اس مرتبہ ان کو گرانی بہت زیادہ تھی۔ انھیں تعجب تھا کہ اس مرتبہ انھیں اسقدر گرانی کیوں ہے۔ شیطان ایک مقدس شکل بناکر سامنے آیا اس نے دریافت کیا "حوا تمہارے پیٹ میں کیا ہے"

حضرت حوا :۔ مجھے خبر نہیں۔
شیطان :۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی جانور ہے
حضرت حوا :۔ شاید ایسا ہی ہو۔ چند دن بعد شیطان پھر سامنے آیا۔ حضرت حوا کو گرانی دن بدن زیادہ ہوتی جاتی تھی، شیطان نے حالت دریافت کی۔ حضرت حوا نے فرمایا کہ شاید آپ کا خیال صحیح ہو غالباً کوئی جانور ہی ہے" شیطان نے کہا اگر میں دعا کروں اور جانور انسان ہو جائے تو کیا تم اس کا نام میرے نام پر رکھدو گی" حضرت حوا نے فرمایا ضرور اس میں کیا خرابی ہے"
شیطان چلا گیا، حضرت حوا نے حضرت آدم علیہ السلام سے واقعہ بیان کیا، اب آدم اور حوا دونوں کو اس حمل کا خیال رہنا ضرور تھا اور وہ دعا مانگا کرتے تھے۔

لئن آتیتنا صالحا لنکونن من الشاکرین (قرآن کریم) — خداوندا۔ اگر آپ ہمیں اچھا لڑکا عنایت فرمائیں تو ہم شکرگذار رہوں گے۔

خداوند عالم کا فضل ہوا، صحیح سالم بچہ پیدا ہوا تو شیطان حضرت حوا کے پاس پہونچا اور کہنے لگا کہ وعدہ پورا نہیں کرتیں، اسکا نام میرے نام پر نہیں رکھا۔ حضرت حوا نے فرمایا تمہارا نام تو معلوم تھا ہی نہیں نام بتادیجئے" شیطان کا نام عزازیل ہے لیکن اگر وہ یہ نام بتاتا تو حضرت حوا پہچان جاتیں، لہذا اسنے اپنا نام حارث بتایا۔ چنانچہ حضرت حوا نے اسکا نام عبدالحارث" بندہ حارث" رکھا خدا کی شان وہ لڑکا مر گیا، [1]

تب خداوند عالم کی جانب سے تنبیہ نازل ہوئی جسکا ذکر قرآن پاک میں اس طرح فرمایا گیا :۔

فلما آتاھما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما آتاھما۔ فتعالی اللہ عما یشرکون — جب خداوند عالم نے انکو اچھا لڑکا عنایت فرمایا تو خدا کے عطیہ میں وہ دوسروں کو شریک گردانے لگے۔ باری تعالیٰ کی شان اونکے شرکا سے بہت بلند ہے

حضرت آدم کے بچے } حضرت حوا کے ۲۰ بطن میں ۴۰ بچے پیدا ہوئے (ابن جریر، طبری۔ ابن اسحاق) ابن اسحاق نے ان کے نام بھی شمار کرائے ہیں۔ ایک قول ہے کہ ۱۲۰ بچے ہوئے ہر لڑکے کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ سب سے پہلے قابیل اور اسکی بہن اقلیم، اور سب سے آخر میں عبدالمغیث اور بہن ام المغیث (ابن کثیر ص ۹۶)

---

[1] ابن سعد ص ۱۲ ج ا ۔ بہت ممکن ہے کہ آج جو کچھ ہو رہا ہے فطرت نے اسکا تخم حضرت آدم کی حیات ہی میں انسانی طبیعت میں ودیعت فرمادیا تھا مگر ابن اثیر نے اس روایت کی مخالفت کی ہے اور استدلال یہ ہے کہ قرآن پاک میں احسان فرماتے ہوئے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے بث منھما رجالا کثیرا ونساء تو اولاد کا مرنا اس آیت کے مقتضا کے خلاف ہے، نیز نبوت آدم اور حضرت حوا کی نیکی اور صلاحیت اس سے مخالف ہے، حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ بظاہر آیت سے مراد خاص حضرت آدم اور حوا کا واقعہ نہیں، بلکہ نوع انسان کی عام حقیقت بیان کرنی مقصود ہے واللہ اعلم بالصواب۔

وفات کے وقت اولاد حضرت آدم علیہ السلام کی تعداد طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات اس وقت ہوئی جب آپکے پوتے پڑپوتے چالیس ہزار ہو چکے اور جبکہ آپنے ان کو زنا اور شراب خوری میں مبتلا ہوتے دیکھ لیا۔ یہ سب لوگ "نوذ" مقام پر رہا کرتے تھے جو ہندوستان میں تھا۔ ابن کثیر ج۱

ذرائع کسب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں فرماتے ہیں جب خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں اتارا تو ہر ایک چیز بنانے کا طریقہ (صنعت) ان کو سکھادی تھی، اور ان کو جنت کے پھلوں کا توشہ دیا تھا چنانچہ آج یہ تمہارے پھل وہ جنت ہی کے پھل ہیں مگر فرق یہ ہے کہ دنیا کے پھل بدلتے رہتے ہیں (سڑ جاتے ہیں سوکھ جاتے ہیں وغیرہ) اور جنت کے پھل متغیر نہیں ہوتے۔ تاریخ ابن کثیر صفحہ ج۱ بحوالہ مصنف عبد الرزاق۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے جو خوراک دیگئی وہ گیہوں کے سات دانے تھے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو مرحمت فرمائے تھے

حضرت آدم نے فرمایا، یہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل:۔ یہ وہی شجر ہے جس کی آپکو ممانعت تھی

حضرت آدم علیہ السلام:۔ اب میں کیا کروں؟ حضرت جبرئیل:۔ زمین میں بو دو۔ چنانچہ حضرت جبرئیل نے انکو زمین میں بو دیا۔ . . . . بہر حال درخت جم آیا، اسکو کاٹا، پھر صاف کیا، جھٹکا، پچھوڑا، پھر پیسا، پھر گوندھا، پھر اسکی روٹی پکائی۔ الحاصل ایک بڑی محنت کے بعد وہ دانے پیٹ تک پہونچ سکے۔ قرآن پاک میں اسی محنت کی طرف اشارہ کرکے فرمایا گیا تھا فلا یخرجنکما من الجنۃ فتشقی ایسا نہ ہو کہ شیطان تمکو جنت سے نکالدے پھر تم (جنت کی بیفکری سے) محروم ہوجاؤ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو عیبہ مر (بیلچہ کدال) اور عکذہ یعنی سندان، مطرقہ یعنی ہتھوڑا، کلبتان یعنی سنڈاسی بھی دیگئی تھی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام پہاڑ بدیع جس پر انکو اتارا گیا تھا تو انہوں نے ایک لوہے کی سلاخ دیکھی جو زمین سے نکلی ہوئی تھی جیسے کوئی درخت اوگا ہوا ہو تو اسکو دیکھتے ہی کہا یہ "صنوڑا" اسی کا ہے پھر سوکھے درخت توڑ توڑ کر سوختہ فراہم کیا اور اسکو جلا کر لوہے کو پگھلا دیا اور چھری ڈھالی یہ سب سے پہلی چیز تھی جو بنائی گئی پھر آہنی تنور بنایا گیا، یہی تنور تھا جو حضرت نوح علیہ السلام کو ترکہ میں ملا تھا۔ اور اسی میں طوفان نوح کے وقت ہندوستان میں سب سے پہلے عذاب کا چشمہ ابلا تھا۔ (ابن سعد ابن کثیر وغیرہ)

(باقی)

(سیرت اصحاب صفہ)

مقبولان بارگاہ کی مقدس جماعت

اصحاب صفہ

کون کون حضرات تھے

(از حضرت مولانا محمد شفیع صاحب سہسرامی) (سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو قائد ماہ شوال ۵۷ھ)

قاضی عیاض مالکیؒ کا بیان ہے کہ پایان مسجد اعظم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ظلہ یعنی سائبان تھا اسے صفہ کہتے ہیں۔ مساکین و فقرا صحابہ جن کے پاس مال و منال اہل وعیال کچھ نہ تھے اسی صفہ (دار الاقامۃ) میں قیام پذیر تھے اور اسی مقام کی نسبت سے طلبا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب صفہ یا اہل صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام ذہلی فرماتے ہیں کہ تحویل قبلہ سے پیشتر مسجد کے شمالی حصہ کی جانب پہلے تمام مسلمان نماز پڑھتے تھے۔ تحویل قبلہ کے بعد قبلہ اول کی دیوار اسی حالت میں چھوڑ دی گئی تھی، یہی مقام مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم و طالبان علوم کی قیام و رہائش کے لئے مقرر تھا، اور اسی جگہ ان حضرات کا خواب وخور ہوا کرتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بیکس و بے یار مددگار جماعت کے ساتھ مخصوص استیناس تھا اور حد درجہ شفقت و محبت کا اظہار فرماتے تھے۔

دلا خوش باش کاں سلطان دیں را
بدرویشاں و مسکیناں سرے ہست

اس بے وطن و پردیسی جماعت کا صبر و تحمل معروف و مشہور ہے۔ یہانتک تو نوبت پہونچ جاتی تھی کہ شدت گرسنگی و انتہائی درماندگی میں در رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں آپڑتے بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے۔ اور انکو تسلی و تسکین فرماتے اور ان کے فقر وفاقہ جہد و مشقت کی قدر و منزلت بیان فرماتے۔ کہ وہ تکلیفیں اور سختیاں جو اللہ کی راہ میں تم کو پہونچ رہی ہیں اگر ان کی قدر و عظمت جو کچھ بارگاہ لایزل میں ہے تمہیں معلوم ہوجائے تو تم اس کرب و ابتلا اور فقر وفاقہ کو بہت پسند کرنے لگو۔

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتی بال
چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتی بال

علامہ زمخشری نے کشاف میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت لکھی ہے کہ ایکدن آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کے پاس تشریف لائے، ان کے فقر و فاقہ کی تکالیف اور ساتھ ہی قلبی کیفیات ملاحظہ فرما کر انکو نیکی کا مژدہ سنایا، اور مزید ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے جو شخص ان اوصاف کا حامل ہوگا جن کے ساتھ تم متصف ہو تو وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ شیخ عبدالحق نے جذب القلوب میں لکھا ہے کہ ان طلباء گرامی کے خورد و نوش کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صورت مقرر فرما دی تھی کہ ان میں سے کچھ تو اغنیائے صحابہ کے حوالے فرماتے اور باقی ماندہ کو اپنے ساتھ شریک فرماتے، اس کے علاوہ صدقات و ہدایا سے ان کے حصے مقرر تھے۔ تمام صحابہ میں یہ جماعت اضیاف المسلمین کہلاتی تھی، اہل مدینہ یعنی انصار کا یہ طریقہ تھا کہ اپنے اپنے باغ سے کھجور کے خوشے لے آتے اور مسجد کی الگنی پر لٹکا دیتے۔ اس ترکیب سے یہ حضرات بے تکلف ہو کر سیر ہوتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کھجوروں کے اچھے برے ہونیکی پوری پوری نگہداشت فرماتے تھے۔ چنانچہ ایکدن ایک صاحب کچھ ردی قسم کی کھجور لا کر اسی طرح لٹکا گئے حضور کو اطلاع ہوئی تو نہایت خفا ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ صاحب صدقہ اس سے بہتر کھجور لا سکتا تھا مگر اس نے خود نہ چاہا کہ قیامت میں اس سے اعلیٰ کھجور کا مالک ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم اہل صفہ کے صبر و تحمل کا اندازہ اس ایک روایت سے ہو سکتا ہے جسکو حافظ سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ میں حضرت شیخ الطلباء پیشوائے اہل صفہ سے تحدیث کی ہے کہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں میری اکثر یہ حالت ہو جایا کرتی تھی کہ شدت فاقہ سے کبھی جگر زمین پر لگاتا اور کبھی شکم پر پتھر باندھتا، ایکدن بھوک کے باعث راستہ پر بیٹھ گیا، صدیق اکبرؓ کا گزر ہوا تو ان سے میں نے قرآن شریف کی آیت دریافت کی اسمیں میری غرض یہ تھی کہ میری حالت دیکھکر اپنے ہمراہ لیجائینگے، مگر اتفاق سے صدیق اکبرؓ نے توجہ نہ فرمائی۔ پھر فاروق اعظمؓ کا گزر ہوا، ان سے بھی میں نے اسی غرض سے ایک آیت پوچھی انہوں نے بھی کوئی توجہ نہ کی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میری حالت زار دیکھکر مجھے آواز دی میں نے لبیک کہا فرمایا میرے ساتھ چلو، میں ساتھ ہو لیا۔ جب مکان تشریف لے گئے تو مجھے اندر آنیکی اجازت دی۔ میں اندر گیا تو دودھ کا ایک پیالہ دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ کسی صاحب خیر نے بھیجا ہے۔ اہل صفہ کی طلبی کا مجھے ارشاد ہوا چنانچہ میں گیا اور بلا لایا۔ یہانتک کہ ہر ایک نے سیر ہو کر پی لیا۔ اہل صفہ کے اخلاص و توکل صبر و تحمل کا آپنے اندازہ فرمایا، کہ دوسرے حوائج و اسباب معیشت و عشرت کا سوال نہیں ہے۔ یہی دن رات کے لوازم زندگی اکل و شرب ہی میں اتنی مصیبتیں جھیلیں کہ قسم قسم کی تدبیریں کرتے کہ شاید اس سے کچھ تسکین ہو مثلاً پیٹ پر پتھر باندھنا اور جگر

ع قال الشیخ ابن حجر العسقلانی فی الکافی لم اجدہ۔

کو زمین سے لگانا وغیرہ باوصف اسقدر نوبت و ضرورت کے صبر و تحمل کا یہ عالم تھا کہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے۔

از خدا شاکر بود مرد فقیر
گرد ہد توشش لب نانِ فطیر

ملاحظہ ہو جس وقت صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ کو انہوں نے آتے ہوئے دیکھا تو انکی خوشی کا کیا ٹھکانا ہو گا کہ یہ دونوں اسلام کے سربرآوردہ اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں ضرور رحم فرمائینگے، یہ موقع تھا کہ جہاں لب کشائی ہوتی انکا بخوبی انتظام ہو سکتا تھا مگر سبحان اللہ حضرت شیخ الطلباؓ نے خدا کا نام تک زبان پر لانا مناسب نہ سمجھا،

بندگان حق چوں جاں را باختند
اسپ ہمت تا ثریا تاختند

اور تدبیر کی تو یہ کی کہ ایک آیت کے متعلق استفسار کر لیا، تاکہ ممکن ہے کہ ان حضرات کی نظر پڑے اور وہ خود ہی معلوم کرلیں، مگر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس میں کیا مصلحت مضمر تھی کہ ایسے جلیل القدر اشخاص کی توجہ نہ ہوئی اور ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ ایسی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور انکو دیکھکر تبسم فرمانا ایک عجیب از سربستہ معلوم ہوتا ہے جس کا لطف خاص حضرت شیخ الطلباء ہی کو ہوا ہو گا۔ اور جب شیخ الطلباءؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہے ہوں گے اسوقت ان کے دل کی کیفیت جو کچھ ہو گی اسکو کون بیان کر سکتا ہے۔ اس کے بعد ایک امتحان کا موقع سامنے آتا ہے وہ یہ کہ اس مخمصہ کی حالت میں ارشاد نبوی ہوتا ہے کہ اس ایک پیالہ دودھ کے لئے تمام اہل صفہ کو مدعو کیا جائے۔ اس امتحان میں کامیاب ہونا انہی کا کام تھا۔ کیونکہ ایسی صورت میں حضرت شیخ الطلباء عرض کر سکتے تھے کہ حضور میں تو بھوک سے مر رہا ہوں اور ساری جماعت کو بلانے کا حکم ہو رہا ہے اس کا مستحق تو میں ہی ہوں تو میرے خیال ناقص میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض نہ ہوتے مگر ایسا ہوتا ہی کیوں۔

ہر کہ او را تکیہ بر صانع بود
در جہاں بالقمۂ قانع بود

صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قناعت و توکل صبر و تحمل کی تعلیم پوری تھی اسلئے ایسے آڑے وقت بھی کوئی کلمہ توکل علی اللہ اور ثقت باللہ کے خلاف سرزد نہ ہوا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(باقی آئندہ)

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو قائد ماہ شوال سنہ ۱۳۵۷ھ)

ترجمہ فیہ مافیہ

(ملفوظات مولانا جلال الدین صاحب رومی)

از :- مولانا حافظ محمد یوسف صاحب انصاری بتصحیح ونظر ثانی
حضرت علامہ مولانا سید فخر الدین صاحب شیخ الحدیث

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ اپنے علم، قوت، قدرت پر بھروسہ مت کرو اور مجھکو عالم قوی، قادر و توانا سمجھو، تاکہ میں تمہیں عجز سے استمداد اور کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھوں۔ "ایاک نعبد وایاک نستعین" کہو ترجمہ تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

گو مناسب اس محل کے نہیں ہے تاہم جی چاہتا ہے کہ اس کی تفسیر کردوں حق تعالیٰ فرماتے ہیں یا ایہا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتیکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم و اللہ غفور الرحیم۔ ترجمہ (اے پیغمبر ان قیدیوں سے جو تم مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں یہ کہدو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی دیکھے گا تو جو کچھ تم سے چھینا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عطا کرے گا۔ اور تمہیں بخشے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے) سبب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر فتح پائی تو بہت سے کفار قتل ہوئے اور بہت سے مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہوگئے۔ جو ہاتھ پاؤں باندھ کر قیام گاہ پر لائے گئے کہتے ہیں کہ ان قیدیوں میں حضور کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے، یہ قیدی تمام شب بندشوں کی تکلیف اور عجز و مذلت کی وجہ سے گریہ وزاری کرتے رہے اور زندگی سے مایوس اس امر کے منتظر تھے کہ صبح کو قتل کردیئے جائیں گے۔ حضور نے ان کی طرف دیکھکر تبسم فرمایا۔ قیدی سمجھے کہ انکو مغلوب دیکھکر متبسم ہوئے ہیں چنانچہ آپس میں کہنے لگے کہ دیکھا ان میں بشریت موجود ہے اور یہ جو کہتے تھے کہ مجھ میں صفت بشریت نہیں ہے غلط تھا۔ ہم کو قید و بند اور زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھکر ایسے ہی خوش ہوتے ہیں جیسے کہ نفس پرست لوگ اپنے دشمن کو مغلوب و مفتوح دیکھکر خوشی مناتے ہیں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے انکے خطرہ سے آگاہ فرمادیا حضور نے

فرمایا کہ تمہارا خیال غلط ہے۔ میں ہرگز اسلئے نہیں ہنسا کہ تم مغلوب اور عاجز ہو کر میرے قبضہ میں ہو بلکہ میرے مسکرانے کا سبب یہ ہے کہ میں کھلی آنکھوں دیکھ رہا ہوں کہ ایک قوم کو میں دوزخ سے اور گندے کافروں کے خاندان سے نکال کر طوق اور زنجیروں میں کشاں کشاں زبردستی جنت کی طرف لیجا رہا ہوں اور وہ آہ و بکا کرتے ہیں کہ ان خطرناک ہلاکتوں سے ان کو جنت کی طرف کیوں لیجا رہے ہیں۔ بہرحال تم میں ابھی یہ قابلیت نہیں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسکو سمجھ سکو اور کھلی آنکھوں دیکھ سکو عجبت من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل (ترجمہ) مجھے تعجب ہوا اس جماعت پر جو زنجیروں سے گھسیٹ گھسیٹ کر جنت کی طرف لائی جا رہی ہے۔ اسکے بعد ارشاد ہوا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان قیدیوں سے کہدو کہ پہلے تو تم نے لاؤ لشکر جمع کئے۔ اپنی مردانگی زور طاقت، دبدبہ اور شوکت پر نازاں ہوگئے۔ اور اسکے بھروسہ پر دلمیں ٹھان لی کہ یہ کرینگے مسلمانوں کو شکست دینگے اور مغلوب کرینگے اپنی ظاہری شان و شوکت پر یہ سب منصوبے باندھ رکھے تھے۔ اسوقت اپنے سے بالاتر طاقت تم کو نظر نہ آتی تھی، نہ تم کسی کو قہار اپنے اوپر سمجھتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے جو کچھ تدبیر کی اور منصوبے باندھے بالکل اسکے خلاف ظہور ہوا یعنی خود مغلوب اور ذلیل و خوار ہو گئے اب اس حالت خوف میں بھی اس حالت سے توبہ نہیں کی اور مایوس ہوگئے اور اب بھی کسی بالاتر طاقت کا اعتراف نہیں کرتے۔ حالانکہ لازم یہ تھا کہ قوت و شوکت کے وقت بھی مجھ پر نظر رکھو اور میرے قہر سے ڈرتے رہو تا کہ تمہارے کام آسان ہوں، اور حالت خوف میں بھی مجھ سے امید نہ توڑو کیونکہ مجھ میں یہ قدرت ہے کہ تمہیں اس خوف سے نجات دوں اور محفوظ رکھوں، جس میں یہ قدرت ہے کہ سفید گائے سے سیاہ گائے پیدا کرے اسمیں یہ بھی قدرت ہے کہ سیاہ گائے سے سفید گائے پیدا کردے۔ تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی۔ (ترجمہ) تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور تو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے) اب اس حالت قید میں بھی مجھ سے آس نہ توڑو اور مایوس نہ ہو تا کہ تمہاری دستگیری کروں۔

انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون (ترجمہ) خدا کی رحمت سے تو بس کافروں کے سوا اور کوئی مایوس نہیں ہوتا ؎

اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے قیدیو اگر تم اپنے پہلے مذہب سے تائب ہو جاؤ اور خوف و امید دونوں حالتوں میں مجھے پہچانو اور بہرحال خود کو مقہور سمجھو تو میں تم کو اس خوف سے نجات دوں اور

جو تمہارا مال تلف ہو گیا اور لٹ گیا وہ سب اور اس سے ہزار گنا زیادہ اور بہتر تم کو عطا کروں اور تمہارے پچھلے گناہ بخشدوں اور دولت دنیا کے ساتھ آخرت کی دولت بھی تمہیں مالامال کردوں۔
حضرت عباس نے عرض کیا کہ میں نے توبہ کی اور مذہب سابق کو چھوڑ دیا۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تم سے اس دعوے کی دلیل چاہتے ہیں بمصداق

دعوئے عشق کردن آسان است لیک آں را دلیل و برہان است۔

(ترجمہ) عشق کا دعویٰ کردینا تو سہل ہے لیکن اس کا ثبوت اور اس کی دلیل بھی تو چاہیئے۔

حضرت عباس نے عرض کیا بسم اللہ فرمایئے آپ کیا ثبوت چاہتے ہیں ارشاد ہوا کہ اگر تم دل سے مسلمان ہو گئے ہو اور مسلمانوں کی بہبودی چاہتے ہو تو جو مال تمہارے پاس باقی ہے وہ لشکر اسلام کو دیدو تاکہ مسلمانوں کیلئے موجب تقویت ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس کیا رہا ہے سب لوٹ لیگئے۔ ٹوٹا بوریا بھی نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی سیدھے نہیں ہوئے جس حال میں تھے اوسی میں ہو۔ بتلاؤں کہ تمہارے پاس کسقدر مال ہے کس جگہ چھپا رکھا ہے کس کے سپرد ہے اور کس جگہ دفن ہے؟ حضرت عباس نے عرض کیا کہ ہرگز ایسا نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اس قدر مال آپنے اُمّ فضل کے سپرد نہیں کیا، فلاں دیوار میں دفن نہیں کیا، اور اُمّ فضل سے بایں تفصیل وصیت نہیں کی کہ اگر میں لڑائی سے بخیریت لوٹوں تو مال میرا مجھے واپس کردینا ورنہ اسقدر فلاں کام میں اور اسقدر فلاں کام میں خرچ کرنا اور اسقدر تمہارا؟" یہ سنکر حضرت عباس متحیر ہو گئے۔ اور سچے دل سے ایمان لے آئے اور بولے کہ اے پیغمبر خدا میرا خیال تھا کہ جیسے پہلے زمانہ میں اتفاق وقت سے بڑے بڑے با اقبال آدمی مثلاً شداد ہامان وغیرہ ہو گزرے ہیں ایسے ہی آپ بھی ہیں۔ لیکن اس خفیہ راز کے بتا دینے سے مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ یہ خدائی راز ہے دکھلاوا نہیں ہے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ اسدفعہ میں نے اپنے کانوں سے زنار شک ٹوٹنے کی آواز سنی۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب ایک پوشیدہ قوت سامعہ عطا ہوئی ہے۔ جو شخص زنار شک، کفر و شرک کو توڑتا ہے میں ان خفیہ کانوں سے اس کے ٹوٹنے کی آواز سن لیتا ہوں۔ اب یہ واقعہ ہے کہ تم راہ راست پر آ گئے ہو اور ایمان لے آئے ہو"

(ربانی)

مکالمہ

وجود خالق عزوجل کے متعلق فلسفی دلائل

فلسفہ ایمان

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو قائد ماہ شوال ۱۳۵۷ہجری

(خلیل) اپنی تقریر میں نو دلائل پیش کرچکا تھا، اس نے سلسلہ کلام ختم نہیں کیا بلکہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا:-

(۱۰) بتاؤ، انسان کے لئے یہی صورت یہی شکل کیوں تجویز ہوئی۔ کس نے تجویز کی۔ یا خود بخود ہوگئی تم اگر (معاذ اللہ) خدا کا انکار کردو۔ تو سوال یہ ہے کہ بھیڑیے کی شکل انسان کو کیوں نہیں دیگئی اور شیر کے لئے وہی شکل کیوں مخصوص ہوئی۔ گلاب کی خوشبو کے لئے یہی پھول مخصوص کیوں ہوا چمیلی میں گلاب کی مہک کیوں نہیں۔ لالہ اور یاسمین دونوں ایک خیابان میں ایک کھاد، ایک پانی، ایک مٹی، ایک ہوا مگر ایک خولصورتی کے باوجود خوشبو سے محروم۔ گیندے غریب ہیں پنکھڑیاں سیکڑوں ہزاروں، مگر خوشبو سے محروم۔ تم کہوگے تخم کی تاثیر ہے۔ سوال یہ ہے کہ تخم میں تاثیر کہاں سے آئی۔ اور پھر جو تاثیر آم کے تخم میں ہے جامن کے تخم میں کیوں نہیں۔

(۱۱) ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیزیں متغیر ہوتی ہیں وہ فنا ہو جاتی ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ جن پر تغیرات زیادہ ہوں وہ جلد فنا ہوگی۔

مادہ چونکہ متغیر ہوتا رہتا ہے سیکڑوں صورتیں اس پر طاری ہوتی ہیں اور پھر بگڑتی ہیں تو لامحالہ وہ خود بھی فنا ہوگا۔

عقلاء زمانہ کی بنائی ہوئی بہتر بن مشینیں فیل ہو جاتی ہیں، اعلیٰ سے اعلیٰ گھڑیاں ٹائم غلط دیتی ہیں۔ مگر کیا فطری نظام میں کبھی کوئی غلطی ہوئی۔ تم نے دیکھا کبھی آفتاب کے طلوع وغروب میں فرق آیا، آپ کے ہاں جس سکنڈ پر ایک ہزار سال پہلے آفتاب طلوع ہوا تھا۔ ایک ہزار سال بعد بھی اوسی سیکنڈ پر طلوع ہو رہا ہے۔

کیا اس آفتاب میں عقل و شعور ہے؟ اگر ہے تو وہ اسقدر پابند کیوں ہے؟

نہیں ہے تو احساس پابندی کیسے؟ کیا یہ حس و شعور و مقناطیسی اجزاء ہی کی تمام برکتیں ہیں، جو خود اپنے وجود میں کبھی کسی ایسی فضا کی محتاج ہیں جہاں وہ ہیں؟

ایک نیا سوال پیدا ہوگیا کہ یہ فضا کہاں سے آئی:

(۱۲) تم نے اس سلسلہ ارتقاء کو انکار خدا کی دلیل گردانا؟

کس قدر غضب ہے۔ یہ تو ایک صاحب حکمت، دانا و بصیر، بااختیار و باقدرت، خداوند ہستی و نیستی، مالک بلندی و پستی کے وجود کی دلیل ہے۔ اور جو چیز ابدی نہ ہو یعنی ہمیشہ باقی نہ رہے۔ وہ ازلی بھی نہیں ہوسکتی۔ یعنی وہ خود سے پیدا ہو۔ کوئی اس کا خالق نہ ہو۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔

کیونکہ ظاہر ہے کہ جس چیز نے اپنی ابتدا میں کوئی اثر نہیں قبول کیا۔ یعنی وہ خود سے پیدا ہوگئی تو وہ آئندہ کسی خاصیت یا نیچر کے ماتحت ہوجائے، بے معنی اور لغو چیز ہے۔ جب وہ آغاز ہی میں دوسروں کی تاثیر سے آزاد ہے تو اب آئندہ بھی تاثیر سے آزاد ہی رہے گی کیونکہ اوسکی فطرت ہی یہ ہے بہرحال جس کی فطرت ہی بے نیاز ہو کسی کی محتاج نہ ہو۔ وہ آئندہ بھی کسی کے ماتحت نہیں ہوسکتا، ورنہ فطرت کے خلاف ہوگا۔ مگر مادہ جب کہ تغیرات قبول کرتا ہے تو وہ زیر اثر ہے تو لامحالہ اپنے آغاز میں بھی کسی اثر سے ہی وجود میں آیا ہوگا۔

(۱۳) تم دنیا کے اس مستقل اور مضبوط نظام کو دیکھو جن پر اوس مخصوص تغیر کے سوا جو اس نظام کے ماتحت ہے کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوتی۔ ہر ایک چیز اپنے دائرہ میں محدود ہے۔ ہر فطری نظام اپنے پروگرام کا اسقدر پابند ہے کہ نہ فوج کا سپاہی اپنے آقا کے خوف سے اتنا پابند ہوسکتا ہے نہ مدرسہ کا طالب علم اور نہ خود مدرس۔

ملاحظہ ہو:۔ (الف) اگر یہ تمام نظام کسی توانا اور قوی ہستی کے قبضۂ قدرت میں نہ ہو تو پھر آخر علت معلول۔ سبب مسبب کے سلسلہ میں یہ تاخیر کیوں ہوتی ہے۔ سب ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں وجود میں آگیا۔

کیا آگ اور اوس کی سوزش میں کچھ دیر لگا کرتی ہے پانی اور اس کی تری میں کوئی وقفہ ہوتا ہے۔ آفتاب اور اوس کی روشنی یکے بعد دیگرے کسی انتظار کے بعد ہوتی ہے۔

اس قسم کی چیزیں علت معلول۔ سبب مسبب کہلاتی ہیں۔

اگر کائنات دنیا کا وجود مادہ یا دیمقراطیسی اجزاء کے ساتھ ہی تعلق رکھتا ہے تو پھر تمام چیزیں بیک وقت ہوتیں۔ آج کی چیز۔ ازل سے ہٹ کر آج کیوں پیدا ہو رہی ہے۔

(ب) جب کہ وہ اجزاء قوت میں مساوی تھے تو پھر کائنات عالم کے افراد میں تفاوت کیوں ہوا

(ج) جب کہ ازل سے اجزاء ہی ہیں اون پر کوئی بھی حاکم نہیں تو ان تغیرات۔ اس عدم و فنا۔ کا

سلسلہ کیوں جاری ہوا

(د) سمجھئے اور غور فرمایئے۔ اگر سلسلہ ارتقار سے یہی مراد ہے کہ پانی سے بخارات اوٹھے وہ بادل بنے پھر وہ برسے۔ یا بیج سے مثلاً پودا اگا۔ پودے سے درخت، درخت سے پھل۔ تو ان کو ارتقار کہنا غلط ہے یہ تو تدریجی انقلابات اور تغیرات ہیں۔

قرآن پاک میں جگہ جگہ اس ارتقار کو خداوند عالم کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ پر لطور شاہد پیش کیا گیا ہے۔ لیکن اگر مراد یہ ہے کہ معاذ اللہ، انکار خدا کے ساتھ محض ومقراطیسی اجزار مختلف کیفیتیں اختیار کرتے ہوئے اس درجہ پر پہونچ گئے حتیٰ کہ بندر انسان بنگیا تو سوال یہ ہے کہ دیمقراطیسی اجزار موجودہ کائنات کے اصناف و اقسام پر آکر کیوں رک گئے اس سے آگے کیوں نہیں بڑھتے۔

انسان انسان ہی بنکر کیوں رہ گیا اوس سے آگے کیوں نہیں بڑھا۔ آفتاب کی روشنی میں زیادتی کیوں نہیں ہوتی۔ تارے چاند اور چاند آفتاب کیوں نہیں بنجاتے۔

ہزارہا برس کی تاریخ ہمارے سامنے ہے کیا کسی تاریخ میں یہ بھی ہے کہ جو مثلاً پہلے ماش سے پیدا ہوتا تھا ترقی کرتے کرتے جو ابن گیا۔

ہم مخلوط نسلوں میں اکثر تفاوت پاتے ہیں مثلاً مرغا سرخ ہو۔ مرغی سفید تو بچہ اکثر سرخ سفید (چتکبرا) ہوگا۔ اس سلسلۂ ارتقار کا موجودہ کائنات سے رک جانا حسّی طور پر شاہد ہے کہ ان اجزار دیمقراطیسی کی طاقت محدود ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کا بقار بھی محدود ہوگا۔ اور جس کا بقار محدود ہو مستقبل پائیدار نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ وہ ماضی میں بھی ازلی نہ ہوگا۔ بلکہ محدود ہوگا سوال یہ ہے کہ ان دیمقراطیسی اجزار کو عدم سے وجود میں لانے والا کون تھا۔ اون میں یہ نظم کس نے قائم کیا۔ ان اجزار کی قوت میں اگر تفاوت تھا تو کس نے پیدا کیا۔ اگر تفاوت نہیں تھا تو کائنات میں یہ رنگا رنگی کہاں سے آئی وغیرہ وغیرہ۔

الغرض اس قسم کے بہت سے سوالات ہیں۔ انسان تھک جائیگا۔ اوس کی عقل عاجز آجائیگی وہ ان پیچیدہ معمّوں کو نہیں سلجھا سکتا۔ بجز اسکے کہ آپ لاکھوں کروڑوں دیمقراطیسی اجزا کے سامنے کورانہ اور نادانہ گردن جھکانے کے بجائے اوس خالق حقیقی کے سامنے گردن جھکاؤ جس نے تمکو ساری کائنات میں سب سے اعلیٰ اور اشرف بنایا جس نے ان دیمقراطیسی اجزار کو تمہاری جوتیوں کی گرد بنا دیا۔ اور تمہیں بار بار سمجھا دیا کہ مخلوقات کی پرستش تمہارا کمال نہیں تمہارا کمال اسی میں ہے کہ ایک خالق ازلی اور ابدی حکیم و بصیر کی بارگاہ میں عبودیت کا اعتراف کرتے ہوئے سر تسلیم خم کردو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (محمد میاں)

مقدمہ و تمہید

سورۂ فاتحہ کی سیاسی تفسیر

(از حضرت علامہ ابوالحامد مولانا محمد بن عبداللہ المعروف علامہ منصور انصاری دام ظلہم)

ایں است کہ با وجود غلغلہ ہائے تبلیغی محیط عالم کہ از طرف خدام خداع کار دول انداختہ شدہ سرودہائے بلند آواز "اعدام مذہب" در حلقہ ہائے مجاہدین صالح و خادمین باہوش امن و سلام عالم بسمع قبول شنیدہ نہ شدہ و اثرے و مقامے را نیافتہ است

علتش ایں است کہ ممدوحین نیک میدانند کہ چوں مذہب صفت فتنہ انگیزی دارد صرف خاصہ دولت و سلطنت مے باشد۔ پس خدمت امن و سلام عالم الحائے مذہب ہرگز شدہ نمی تواند بلکہ آں صرف الحائے حکومت و دولت می باشد از حلقہ بنی آدم۔

ہوشمندان پاک طینت و لاغرض کہ بکدام سبب برائے حفاظت و حکومت یا سیاست تمدن انسانی مذہب را قابل دار دانستہ اند

ہم اگر بریں فیصلہ خود در اوقات پرسکون

یہی سبب ہے کہ (مذہب کو فنا کرنیکے متعلق) عالمگیر تبلیغ کے غلغلہ کے باوجود (جو حکومتوں کے مکار اور دہوکہ باز خدمت گزاروں کی طرف سے برپا کیا گیا) اعدام مذہب (مذہب فنا کر دینے) کے بلند آواز نغمے امن عالم اور سلامتی جہان کے صالح مجاہدین اور ہوشیار خدمتگذاروں کے حلقہ میں گوش قبولیت سے نہیں سنے گئے اور کوئی اثر یا کوئی مرتبہ حاصل نہیں کر سکے

وجہ اسکی یہی ہے کہ امن عالم کے سچے خادم خوب جانتے ہیں کہ مذہب جیسی چیز کو فتنہ انگیزی سے کیا تعلق۔ یہ وصف تو صرف حکومت و سلطنت کا خاصہ ہوا کرتا ہے۔ الحاصل امن و سلامتی کی خدمت الحاد مذہب اور بربادی مذہب ہرگز نہیں ہو سکتی ہاں وہ حکومتوں اور سلطنتوں کو اولاد آدم کے حلقہ سے مٹا دینے کا پیغام ضرور ہے۔

پاک طینت اور لاغرض عقلا جو کسی سبب سے حفاظت اور حکومت یا شہری سیاست اور حقوق کی خاطر مذہب کو قابل دار سمجھ بیٹھے ہیں۔

اگر وہ خود بھی پرسکون اوقات میں اپنے فیصلہ

خویش نظر ثانی فرمایند

من وثوق دارم که خودشان بزودی حامی خواهند شد که اوشان در خطائیکه از غلطی افعی کشتن و بچه اش را نگاه داشتن - ہم سنگین تر و مہلک تر است - افتیده اند و خودشان خواہند فہمید که راه راست خدمت امن عالم انسانی صرف الحاد دولت ہائے فتنہ انگیزی باشد وبس -

مشکل راه راست

مگر در اختیار نمودن این راه است یک مشکل سنگینی نیز حائل است -

و تا که این مشکل برطرف نه گردد رفتن بنی نوع بنی آدم راه صواب ناممکن - و از مذہب دشمنی ہم مہلک تر و بربادی قرین خواہد بود -

و آن مشکل سخت این است که انسان بالطبع مدنی و اجتماعی فطرت است و برائے حیات اجتماعیش غیر از حکومت نظام و دولتی روح موجود نیست که جامع انسانی بآن زندگانی نماید -

چون چنین است پس برائے بسر بردن حیات مسعودانہ جامعہ انسانی غیر ازین صورتے نیست که در حلقہ بشریت ایک حکومت

پر نظر ثانی فرمائیں تو

مجھے پورا اعتماد ہے کہ بہت ہی جلد وہ خود اس حقیقت کے معترف ہو جائیں گے کہ وہ ایک ایسی غلطی میں مبتلا ہیں کہ جو افعی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن سے بھی زیادہ سنگین اور تباہ کن ہے - اور وہ خود سمجھ جائینگے کہ عالم انسان کے امن وامان کی خدمت کا سیدھا راستہ صرف فتنہ انگیز حکومتوں کا مٹا دینا ہے اور بس -

سیدھی راہ کی مشکلات

مگر اس راہ کے اختیار کرنے میں ایک بہت سخت دشواری حائل ہے -

اور جب تک یہ مشکل ہٹا نہ دیجائے اولاد آدم کا سیدھی اور درست راہ پر چلنا ناممکن ہے، نیز مذہب سے دشمنی بھی بہت کچھ ہلاکت انگیز اور برباد کرنے والی ہے -

اور وہ سخت مشکل یہ ہے کہ انسان طبعی اور فطری طور پر مدنی اور اجتماعی واقع ہوا ہے (جو ساتھ ساتھ ملکر زندگی بسر کرتا ہے) اور اسکی اجتماعی زندگی کیلئے حکومت اور نظام دولت کے علاوہ کوئی روح موجود نہیں ہے جس کے سہارے پر انسانی جامعہ زندگانی بسر کرے -

جب صورت حال یہ ہے تو جامعہ انسانی کے لئے مسعودانہ اور بہتر زندگی بسر کرنے کے لیئے اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ بشریت

ولفظ ام حکومتی برپا بودہ باشد

اور انسانیت کے حلقہ میں حکومت اور حکومتی نظام قایم کیا جائے۔

ایں است کہ بشریت چنانکہ تاب بے امنی را (کہ از حکومت تولید می شود) ندارد ہمچناں بدون برپا بودن حکومت ہم زندگی را بسر بردہ نمی تواند

عجیب لطیفہ کہ یہی باعث ہے کہ جس طرح بشریت اوس بے امنی کی تاب نہیں لا سکتی جو حکومت سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح وہ قیام حکومت کے بغیر بھی زندگی بسر نہیں کر سکتی۔

دو گونہ رنج عذاب است جان مجنوں را
بلائے فرقت لیلےٰ و صحبت لیلےٰ

دل کو نقاموں میں یا جگر کو میر
میری دونوں سے آشنائی ہے

(محمد میاں)

ناسخ اور منسوخ کے متعلق فتویٰ

(از دار الافتاء، مراد آباد ———— ملاحظہ ہو قائد بابت ماہ شوال ۵۷ھ

الثالث ما امر به لسبب ثم يزول السبب كالامر حين الضعف والقلة بالصبر والصفح ثم نسخ بايجاب القتال وهذا فى الحقيقة ليس نسخًا بل هو من قسم المنسأ كما قال تعالى او ننسأها - فالمنسأ هو الامر بالقتال الى ان يقوى المسلمون وفى حال الضعف يكون الحكم وجوب الصبر على الاذى - وبهذا يضعف ما لهج به كثيرون من ان الآيات فى ذالك منسوخة بآية السيف وليس كذالك بل هى من المنسأ بمعنى ان كل امر ورد يجب امتثاله فى وقت ما لعلة يقتضى ذالك الحكم ثم ينقل بانتقال تلك العلة الى حكم آخر وليس بنسخ انما النسخ الازالة للحكم حتى لا يجوز امتثاله -

(اتقان ص ۳۱۱)

تیسری قسم وہ ہے کہ جس کا حکم کسی خاص سبب کے بنا پر کیا گیا تھا - پھر وہ سبب جاتا رہا - جیسے کہ کمزوری و اقلیت کی صورت میں صبر و درگزر کا حکم تھا - پھر جنگ و جہاد واجب کر کے اس کو منسوخ کر دیا گیا - یہ درحقیقت نسخ نہیں بلکہ "منسا" (ملتوی) کی قسم میں ہے - چنانچہ ارشاد ربانی او ننسأھا[عہ] - پس جہاد کے حکم کو مسلمانوں کی قوت حاصل کرلے تک ملتوی کر دیا گیا - اور کمزوری کی حالت میں سختی اور تکلیف پر وجوب صبر کا حکم ہوتا ہے - اور اس صورت سے وہ قول کمزور ہو جاتا ہے جو علما کہہ دیا کرتے ہیں کہ جو کچھ آیتیں صبر و استقلال کے متعلق نازل ہوئی تھیں وہ استعمال تلوار کے حکم سے ساقط ہو گئیں - حالانکہ یہ شکل نہیں - بلکہ حکم قتال اس زمانہ میں ملتوی تھا - مطلب یہ ہے کہ جو حکم بھی وارد ہو اس پر عمل اس وقت واجب ہوتا ہے جب وہ علت پائی جائے - جو اس حکم کو مقتضی ہے - پھر جب یہ علت منتقل ہو جاتی ہے - تو وہ حکم بھی بدل کر دوسرا حکم اس کی جگہ آجاتا ہے - (یہ دو وقت کے دو حکم ہو گئے نسخ نہیں) کیونکہ نسخ کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ حکم اس طرح اٹھا لیا جائے کہ اس پر عمل کرنا ہی جائز نہ رہے -

شریعت غرا کے عام احکام قسم اول سے تعلق رکھتے ہیں البتہ قسم دوم و سوم بھی شریعت میں پائی گئی - چنانچہ ارشاد ربانی ہے ما ننسخ من آية او ننسها نأت بخير منها او مثلها

[عہ] ننسأھا میں ننسھا کی قرأت بھی ہے جو ہمارے اطراف میں مشہور ہے

سیدنا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز اس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں۔

فقولہ بخیر منہا۔ فیما تکون النبوۃ مضمومۃ بالخلافۃ۔ اس سے بہتر حکم اس صورت میں کہ جب نبوت خلافت کے ساتھ

وقولہ او مثلہا فیما یختلف الحکم باختلاف المظان والسلم شامل ہوگئی تھی (یعنی قوت اور فتوحات کے باعث شان خلافت بھی پیدا ہوگئی تھی) اور اس جیسا حکم اس صورت میں کہ مواقع (اور حالات) کے اختلاف سے حکم بدل رہے ہوں۔

گزشتہ تحریر سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ کچھ احکام منسوخ ہوگئے۔ اور جب کہ کسی آیت کو منسوخ کرنیکے لئے قرآن پاک کی آیت ہی ہونی چاہئے تو یہ بھی ظاہر ہوا کہ کچھ آیتیں ناسخ بھی ہوں گی۔ لیکن سوال یہ رہا کہ آیا جو آیتیں منسوخ ہوئیں وہ اب بھی قرآن پاک میں موجود ہیں یا نہیں۔ تو اس کے جواب کے لئے واضح اور صاف بات یہ ہے کہ خود کلام اللہ کو دیکھ لیا جائے آیا اس میں ایسی آیتیں موجود ہیں کہ ایک کا حکم دوسرے کے منافی ہو۔ یا نہیں۔ اگر موجود نہیں تو بیشک کلام اللہ میں کوئی منسوخ نہیں لیکن اگر موجود ہیں تو یہ دعویٰ بالکل صحیح اور واضح ہوگیا کہ قرآن پاک میں اب بھی ناسخ اور منسوخ ہیں۔ ہمیں شکر گزار رہنا چاہئے کہ علماء تفسیر نے کافی سے زیادہ تحقیقات کرکے ہمیں کاوش سے نجات دلادی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس بارے میں کچھ حضرات نے توسع سے کام لیا۔ اور دیگر حضرات نے اس میں بہت زیادہ تحدید اور تنقید سے۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ لفظ نسخ کی تفسیر میں علماء تفسیر کا اختلاف ہوگیا۔

کسی نے تو لفظ نسخ کو اسقدر عام کردیا کہ مثلاً کسی آیت سے کسی عام حکم کا علم ہو رہا تھا۔ دوسری آیت میں اس کی کچھ تحدید کیگئی تو اسکو بھی نسخ سے تعبیر کیا۔ لیکن دوسرے حضرات نے تو اسکو تخصیص عام یا تقیید مطلق سے تعبیر کیا۔

پہلی جماعت نے لفظ نسخ کے معنی مطلقاً ترمیم قرار دئیے خواہ وہ اس صورت سے ہو کہ عام کو خاص کردیا جائے یا مطلق کو مقید کردیا جائے۔ یا مبہم کی تشریح کردیجائے۔ لیکن دوسری جماعت نے نسخ کے وہ معنی قرار دئیے جو اتقان کی عبارت میں ذکر کئے گئے۔ یعنی النسخ ازالۃ الحکم حتی لا یجوز امتثالہ۔ یعنی نسخ کسی حکم کے اٹھادینے کا نام ہے۔ اس طرح کہ اس پر عمل جائز بھی نہ رہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے نسخ کے یہی معنی لئے ہیں۔ اور اسی معنی کو لیتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں ۱۹ آیتیں وہ ہیں جنکے حکم منسوخ ہوگئے۔ علامہ موصوف نے ان تمام آیتوں کو ایک نظم میں جمع کردیا ہے۔ طلبہ علوم کی سہولت کیلئے ہم اس نظم کو بجنسہ نقل کئے دیتے ہیں واللہ الموفق

قد اکثر الناس فی المنسوخ فی عدد   و ادخلوا فیہ ما لیس تنحصر   وہاک تحریر آی لا مزید لہا
عشرین حررہا الحذاق والکبر   آیۃ التوجہ حیث المرء کان اوْ   یوصی لاہلیہ عند الموت محتضر
وحرمۃ الاکل بعد النوم مع رفث   وفدیۃ لمطیق الصوم مشتہر   وحق تقواہ مما صح فی اثر
وفی الحرام قتال للاولی کفروا   والاعتداد بحول مع وصیتہا   وان یدان حدیث النفس والفکر
والحلف والحبس للزانی وترک اولی   کفر واشہادہم والصبر والنفر   ومنع عقد لزان او لزانیۃ
وما علی المصطفی فی العقد محتظر   ودفع مہر لمن جاءت وآیۃ نجوی   کذاک قیام اللیل مستطر
وزید آیۃ الاستیذان من ملکت   وآیۃ القسمۃ الفضلی لمن حضر   (اتقان صـ ۳۱۴)

قائد عربی ا

الكلمات الانتقادية على البرنامج القديم

من افادات حضرة العلامة الاديب الفقيه المفسر
مولانا عبد الحق المدني المدرس بالجامعة القاسمية مرادآباد

لقد انتهى كلام الاستاذ الاديب في مقالته التي انتشرت سابقا - بعد ذكر ما يحصل طالب المدرسة العربية من علوم - وفضائل الى ان قال - واما طالب المدارس الانكليزية فعلى فرض نجاحه في الدرجة العالية لم يستحصل على شيء من العلوم سوى اللغة وشيء من الجغرافية و التاريخ - فاذا هو خال عن الدين و الدنيا - هذا خاتمة كلامه في النمرة السابقة ثم يقول (ادارہ)

اما خلوه عن الدين فاجلى من ان يذكر - اما خلوه من الدنيا فلانه لا يصلح حينئذ ان يكون طبيبا - او محاميا - او مستخدما في دائرة من الدوائر كالبرق و البريد - وغيرها من الدوائر التي تحتاج الى عارف باصولها حتى في اعمالها -

واذا اراد ان يحوز وظيفة من هذه الوظائف لا بد له من دراسة اخرى في مدارس مستقلة لذلك

واما كونه يتمكن اعاشة نفسه بحيازة بعض الوظائف المختلفة في الاماكن المتفرقة من تعليم بعض ابناء الرؤساء و الامراء -

في ساعات معدودة بمعاشات زهيدة لا يوف مجموعها عن خمس وعشرين او ثلاثين ربية - وذلك مما لا يستحصل عليه الناجح في المدارس العربية الا نادرا فذلك ليس لقلة بضاعة هذا و كثرة بضاعة ذلك - بل ذلك لكثرة طالبي الدنيا ونفاق بضاعته -

وقلة طالبي الدين وكساد سوق العلوم العربية

وبعد هذا كله - فاي حجة يتشدق بها المنتقد - على المدارس العربية

بان طالبيها خرجوا صفر اليدين - ورجعوا بخفي حنين - هل ذلك نظرا الى بعض الطلبة الذين خرجوا غير ناجحين لقلة استعدادهم وعدم اجتهادهم او نظرا الى الكل بدون استثناء -

ثم ما الذي يلجئنا الى ان نضيف عدم نجاحهم الى قصور في البرنامج و نقص في التعليم - اللهم الا التعصب الخفي والبغض الكمين والا هل يكون من شرط الانصاف ان نرمق المتكاسلين المبطئين ونغض النظر من الناجحين السابقين

على ان المبطئين لا قلة بهم في كلا المدرستين ولكن

وعين الرضا عن كل عيب كليلة

ثما ان عين السخط تبدي مساويا -

فياليت شعري هؤلاء الناجحون السابقون - الذين طار صيتهم في سائر الاقطار - واهتزت لهم الامصار وابتهجت بهم البلاد وزانت بهم صدور المحافل في كل نادٍ - فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر - كشيخ الهند واساتذته وتلامذته - المشهورين الذين لا حاجة الى سرد اسماءهم لشهرتها - وانتشارهم في مشارق الارض ومغاربها -

قد اشتغلوا بالتبليغ والارشاد - يناضلون اهل البغي والالحاد الذين بلغوا الغاية القصوى من العلوم - وادركوا المنطوق والمفهوم وخدموا الملة والدين تحريرا وتقريرا - وتصنيفا وتاليفا هل هم الا ازهار هذه الحدائق - وثمار هذه الرياض - هل هم الا كواكب هذه السماء - ونجوم هذه الغبراء - هل نرى احدا منهم درس الكتب بالجامع الازهر - او قرأ الفنون بجامع الزيتونة

كلا - فان هؤلاء الطماطمة ما نشأوا الا في حجور هذه المدارس - ولا رضعوا الا البان هذا البرنامج - ولا ترعرعوا الا في افنان هذه الاشجار ولا صدروا الا من موارد هذه الانهار والكل منهم كما ترى فريد عصره وامام دهره - يحررون المسائل ويحبرون الرسائل .

فالعجب كل العجب ممن يتبجح بالانتقاد - مستنداً على بطالة بعض الافراد - هلا طمح نظره الى دار العلوم وما انتجت وهلا لمح بطرفه مظاهر العلوم - او المدرسة الشاهية وما اثمرت وهلا البصر بعينه الى دار الندوة وما انجبت -

ومن امعن النظر فى المدارسين - علم يقيناً ان النجاح كل النجاح فى المدارس الاسلامية العربية - وان الخيبة كل الخيبة فى المدارس الانكليزية العصرية -

ولكن القدرة الالهية لما قضت على العلوم الدينية بالاندراس - تهيأت اسبابها بتسويلات شيطانية عميت لها الابصار - وعمهت بصائر ذوى الافكار -

فظلوا حيارى فى الصحارى - فمنهم يقول ان هذه المدارس لا تجدى نفعاً فالاولى هدمها وقلعها من اصلها - بحيث لا تبقى مدرسة دينية على وجه الارض - وهذا غاية الامنية الامة المغربية - ومنهم من يتنزل عن تلك الدرجة قائلاً ان هذا البرنامج لا بد من تغييره لاختلاف الاستعدادات باختلاف وافر - هذه كلمة حق لو اراد قائلها الحق - فانا فى تاميره لكن لا بالكيفية التى اختارها الطاعنون - فان ذلك يفضى الى تعطيل المدارس واستيصالها المفضى الى قطع دوحة العلم بفناء العلماء الذين هم قوام الدين الذى عليه مدار النجاة والسعادة -

وذلك لانه متى ضجت الاصوات من كل جانب بتزييف المدارس العربية عن آخرها وزين ذلك فى قلوب اهل الثروة من اهل الخير الذين عزلوا قسطاً من حاصلاتهم لاعانة المدارس العربية وتلك الاعانات الطفيفة نرى انوارها هذه المدارس منتشرة فى نواحى الهند ـ ان اولئك اذا تبرموا عن ما سمحوا بذلك ابقاء على الدين واحياء للعلم - فمتى زين ذلك التسويل فى قلوبهم دعوات المدارس قد اصبحت لا طائل فيها ولا جدوى - لا جرم كفوا ايديهم عن الاعطاء واسبلوا عن ذلك المدارس الانكليزية الوطنية ودار الصناعات الى غيرها -

والمخلص منهم تراه يصرف جل ماله فى امامة المساجد وتشييدها وترى بينهما مع انه لا حاجة الى شئ منها اليوم - مع ان الاسلام احوج شئ اليوم الى اقامة مدارس تكفل بتعليم الدين فان مدار الانحطاط هو الجهل المحيط بالعالم الاسلامى ولا شك ان . . .

ان الاعم هى نتائج العلم ثمراته والطامة الكبرى ان طالب المدارس العربية اصبحوا يتهمون انفسهم فى طلابهم زاعمين انهم يخرجون منها لا على شئ وذلك لتأثرهم بتلك الاصوات - فان الدوى يغلب السحر ولذلك قلنا ان هذا الدوى فى آخر امره يفضى على المدارس الدينية من الجهتين - ضعف الطالب والمطلوب فالى المشتكى - ولا حول ولا قوة الا بالله - عبد الحق (مدانى)

المختار للفتوٰی

مصنفہ ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ بن محمود موصلی متوفی ٦٨٣ھ

وما تراه المرأة من الالوان فی مدة حیضها حیض حتی تری البیاض الخالص وکذا الطہر المتخلل فی المدة ـ وھو یسقط عن الحائض الصلوٰة اصلا ویحرم علیها الصوم فتقضیه ـ ویحرم وطئها ویکفر مستحله ویستمتع بها ما فوق الازار مع واذا انقطع لاقل من عشرة ایام لم یجز وطئها حتی تغتسل او یمضی وقت صلوٰة وان انقطع لعشرة جاز قبل الغسل ـ واقل الطہر خمسة عشر یوماً ولا حد لاکثره

جو جو رنگ[1] حیض کی مدت میں حائضہ دیکھے وہ حیض مانی جائے گی ـ جب تک خالص سپیدی نہ دیکھ لے ـ اسی طرح طہر[2] بھی (حیض شمار ہوگا) جو مدت حیض کے اندر بیچ میں آ جائے ـ

حیض حائضہ عورت سے نماز کو کلیتہً[3] ساقط کر دیتا ہے اور روزہ اس پر (اس حالت میں) حرام ہو جاتا ہے ـ اس کو وہ (بعد میں) قضا کرے ـ اس سے ہم بستری حرام ہو جاتی ہے ـ اور جو حلال جانے کافر قرار دیا جائے گا ـ اور ازار[4] سے اوپر کے حصہ سے خوش وقتی کی جا سکتی ہے ـ

حیض کا خون جب دس روز سے کم میں بند ہو جائے تو اس سے مجامعت جائز نہ ہوگی ـ تا آنکہ وہ غسل کر لے ـ یا ایک نماز کا وقت گزر جائے ـ

اگر دس دن پورے گزر جانے پر حیض بند ہوا ہے ـ تو ہم بستری غسل سے پہلے بھی جائز ہے ـ

طہر کی کم سے کم مدت پندرہ روز ہے اور زائد کی کوئی حد نہیں ـ

(حاشیہ متعلق ترجمہ)

[1] جو رطوبت خارج ہو یہ ضروری نہیں کہ وہ سرخ ہو ـ بلکہ ایام حیض میں ـــــ خالص سفیدی کے علاوہ جس رنگ کی رطوبت بھی خارج ہوگی وہ حیض ہی قرار دی جائے گی ـ ۱۲

[2] لفظ طہر کے اصلی معنی "پاکی" ہیں ـ مگر اصطلاحاً یہ لفظ حیض کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک دو روز حیض آیا پھر بند ہو گیا ـ اس کے بعد مدت حیض میں یعنی دس روز کے اندر اندر پھر خون نمودار ہوا تو اب بیچ کے دنوں کی بندش کو بھی حیض ہی مانا جائیگا ـ مثلاً ایک روز خون آیا ـ پھر تین روز بند رہا ـ پھر ایک روز خون آیا پھر بند ہو گیا ـ تو یہ پانچ دن حیض کے شمار ہوں گے ـ اسی طرح اگر بیچ کے آٹھ دن میں حیض نہیں آیا ـ اول آخر ایک ایک دن حیض آیا تو یہ دس دن تمام ہی حیض کے ایام شمار ہوں گے (اس مسئلہ کی بہت سی صورتیں ہیں جن کو بڑی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے)

[3] یعنی نہ ادا واجب ہو نہ قضا ـ برخلاف روزہ کے کہ اس کو ان دنوں میں نہ رکھے پھر قضا کرے ـ

[4] یعنی بدن کے بالائی حصہ سے تمتع کیا جا سکتا ہے ـ مثلاً معانقہ ـ یا بوسہ غیرہ اس حالت میں جائز ہے ـ ۱۲

(حاشیہ عربی) مـ رمزہم قال محمد واحمد ـ یمنع الحیض الا الاستمتاع بالفرج خاصة وھو قول الشافعی" شرح نقایہ ص ۳۰ ـ

مـ رمزہ ف ای فلانا الشافعی قدس سرہ ۱۲

فصل۔ اَلْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ بِهٖ سَلَسُ الْبَوْلِ وَاِطْلَاقُ الْبَطْنِ وَانْفِلَاتُ الرِّيْحِ وَالرُّعَافُ الدَّائِمُ وَالْجُرْحُ الَّذِىْ لَا يَرْقَأُ يَتَوَضَّئُوْنَ لِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَ يُصَلُّوْنَ بِهٖ مَا شَاءُوْا مِنْ فَرْضٍ وَنَفْلٍ۔ فَاِذَا خَرَجَ الْوَقْتُ بَطَلَ وُضُوْءُهُمْ۔ فَيَتَوَضَّئُوْنَ لِصَلٰوةٍ اُخْرٰى۔ وَالْمَعْذُوْرُ هُوَ الَّذِىْ لَا يَمْضِىْ عَلَيْهِ وَقْتُ صَلٰوةٍ اِلَّا وَالْحَدَثُ الَّذِى ابْتُلِىَ بِهٖ مَوْجُوْدٌ۔ وَاِذَا زَادَ الدَّمُ عَلَى الْعَشَرَةِ وَلَهَا عَادَةٌ مَعْرُوْفَةٌ فَالزَّائِدُ عَلَيْهَا اِسْتِحَاضَةٌ۔ وَاِذَا بَلَغَتْ مُسْتَحَاضَةً فَحَيْضُهَا عَشَرَةٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَالْبَاقِىْ اِسْتِحَاضَةٌ۔

فصل۔ (معذور کے احکام) مستحاضہ[1] اور وہ شخص جسکو سلسل البول[2] ہو یا مسلسل دستوں (پیٹ چھوٹنا) یا مسلسل ریح خارج ہوتے رہنے کا مرض ہو۔ یا نکسیر متواتر بہہ رہا ہو۔ یا ایسا زخم ہو جسکا مواد) نہیں رکتا ہو لوگ ہر نماز کے وقت وضو کرلیں۔ اور اس وضو سے جو جو نمازیں چاہیں پڑھ لیں۔ پھر جب وقت نکل جائیگا تو ان لوگوں کا وضو[3] ٹوٹ جائیگا معذور کب تک رہیگا معذور وہ شخص ہے کہ اسپر نماز کا جو وقت بھی گزرے تو یہ حدث جس میں وہ مبتلا ہے اس وقت میں پایا جائے۔ (حیض والی عورت کا) حیض[4] جب اس روز سے زیادہ ہو (تو اگر اس سے پہلے حیضوں میں) اسکی کوئی معروف عادت تھی تو اس عادت سے زائد استحاضہ ہوگا۔ اور جب کوئی عورت اس حالت میں سن بلوغ کو پہنچے کہ وہ استحاضہ میں

حاشیہ متعلق ترجمہ | [1] ایسی عورت جس کو ایام حیض سے زائد خون آتا ہے۔ ۱۲ [2] سلسل البول جس کو متواتر پیشاب کے قطرے آتے رہیں۔ ۱۲ [3] یعنی ان لوگوں کا وضو اس مرض سے جس میں وہ مبتلا ہیں نہیں ٹوٹتا۔ مثلاً نکسیر والا شخص یا مستحاضہ عورت۔ خون بہتے رہنے کے باوجود نماز پڑھ لے۔ البتہ ان کے وضو ٹوٹنے کی دو صورتیں ہیں (الف) اس عذر کے سواء کوئی اور ناقض وضو پیش آجائے۔ مثلاً مستحاضہ یا نکسیر کا مریض۔ بیت الخلا جائے۔ یا ریح خارج ہوجائے۔ (ب) یہ وقت نکل جائے۔ اب جب دوسرا وقت آگیا تو اس پر دوبارہ وضو لازم ہوگیا۔ اگرچہ پہلے وضو سے لیکر اس وقت تک اس مرض کے سواء کوئی ناقض وضو پیش نہیں آیا۔ ۱۲ [4] یہاں درحقیقت دو سوال ہیں جن کے جواب علیحدہ علیحدہ ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کسی شخص کو معذور کب قرار دیا جائیگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب نماز کے پورے وقت میں اس کو اتنی مہلت نہ مل سکے کہ وضو کرکے فرض پڑھ لے تو اس کو معذور قرار دیا جائیگا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ معذور کب تک مانا جائیگا۔ تو اس کا جواب وہ ہے جو اس عبارت میں بیان کیا گیا۔ یعنی جب معذور قرار دیا جاچکا تو اب یہ ضروری نہیں کہ آئندہ اوقات میں بھی اس کی یہی حالت رہی تب بھی معذور مانا جائے۔ بلکہ آئندہ اگر پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی وہ عذر پیش آجائے تو اسکو معذور ہی کہا جائیگا (شرح نقایہ ص ۴۲) [5] دس روز سے زیادہ کسی عورت کو خون آیا تو اس کی تین صورتیں ہیں (۱) پہلے حیضوں میں اسکی ایک عادت مقرر تھی۔ مثلاً سات روز خون آتا تھا۔ تو اس صورت میں تو وہ عورت دسویں دن تک تو انتظار کرے۔ اب اگر دسویں دن خون بند ہوگیا۔ تو یہ دس دن حیض مانے جائیں گے اور اگر دس دن سے زیادہ خون آیا تو اب سات روز حیض اور دیگر باقی استحاضہ مانا جائیگا (۲) اسکی کوئی عادت مقرر نہیں تھی کبھی سات دن آتا کبھی پانچ دن۔ تو اب دس دن حیض مانے جائیں گے۔ دس دن کے بعد استحاضہ (۳) پہلی پہلی مرتبہ حیض آنا شروع ہوا ہے تو اس صورت میں بھی دس دن حیض اور اس کے بعد استحاضہ واللہ اعلم بالصواب

حاشیہ عربی | رمزہ۔ فن ا سے خلافاً للشافعی فان المعذور عنده يتوضأ لكل صلوة فرض ويصلى من النوافل ما شاء تبعاً

فصل - اَلنِّفَاسُ هُوَ الدَّمُ الْخَارِجُ عَقِيْبَ الْوِلَادَةِ وَلَا حَدَّ لِاَقَلِّهٖ وَاَكْثَرُهٗ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا - فَاِذَا جَاوَزَ الدَّمُ الْاَرْبَعِيْنَ وَلَهَا عَادَةٌ فَالزَّائِدُ عَلَيْهَا اِسْتِحَاضَةٌ - وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا عَادَةٌ فَنِفَاسُهَا اَرْبَعُوْنَ وَالنِّفَاسُ فِي التَّوْاَمَيْنِ مِنْ عَقِيْبِ الْاَوَّلِ وَالسِّقْطُ اِنِ اسْتَبَانَ بَعْضُ خَلْقِهٖ وَلَدٌ

(فصل) (نفاس کا بیان) نفاس وہ خون ہے جو ولادت کے بعد خارج ہو - کم سے کم مدت کی کوئی حد نہیں - اور اس کی زائد سے زائد مدت چالیس روز ہے چنانچہ جب چالیس روز سے زیادہ آئے اور (پہلی ولادتوں میں) اس کی عادت تھی (مثلاً تیس روز خون آتا تھا) تو (سابق) عادت سے زیادہ استحاضہ ہوگا اور اگر اس سے پہلے کوئی عادت نہیں تھی - تو نفاس چالیس روز (ہوگا)

جڑواں بچوں میں نفاس پہلے بچہ کے بعد (مانا جائے گا) اور جو بچہ ادھورا ساقط ہو جائے - تو اگر اس کے اعضا کی کچھ بناوٹ نمایاں ہو تو وہ بچہ ہے

عربی حاشیہ ع رمزہ ف وہو عجیب لان الملا علی القاری قال لاحد لاقل النفاس تفاقا (شرح نقایہ) وفی بدایۃ المجتہد ما نصہ' اختلفوا فی اقل النفاس واکثرہ - فذہب مالک الی انہ لاحد لاقلہ وبہ قال الشافعی وذہب ابو حنیفۃ وقوم الی انہ محدود - فقال ابو حنیفہ ہو خمس وعشرون یوما - وقال ابو یوسف صاحبہ احد عشر یوما وقال الحسن البصری عشرون یوما - واما اکثرہ فقال مالک مرۃ ہو ستون یوما ثم رجع عن ذلک فقال یسأل عن ذالک النساء واصحابہ ثابتون علی القول الاول وبہ قال الشافعی واکثر اہل العلم من الصحابۃ علی ان اکثرہ اربعون یوما وبہ قال ابو حنیفۃ وقد قیل تعتبر المرأۃ احوال النساء فی ذلک ایام اشباہہا من النساء وفرق قوم بین ولادۃ الذکر وولادۃ الانثی - فقالوا للذکر ثلثون یوما - وللانثی اربعون - واللہ اعلم - بدایہ ص ۳۶ ج ۱

ع رمزہ ف ای خلافا للشافعی وقدمر البیان واللہ اعلم

سے رمزہ ف - اے خلافا للشافعی وقدمر - ۱۲

للعہ رمزہ مہ - ز - اے خلافا لمحمد وزفر فان نفاسہا عندہما من الولد الاخیر - (شرح نقایہ ص ۳۰ ج ۱)

حاشیہ متعلق ترجمہ شریعت میں حمل کی کم سے کم مدت ۶ ماہ قرار دی گئی ہے - اب اگر دوسری ولادت چھ ماہ بعد ہوئی ہے تو وہ دوسرے حمل سے قرار دی جائے گی اور اگر دونوں بچوں کے درمیان ۶ ماہ سے کم مدت تھی تو اس کو ایک ہی بطن قرار دیا جائے گا - اس صورت میں اگر مثلاً پہلی ولادت سے دوسرا بچہ ۲ ماہ بعد ہوا - تو سوال یہ ہے کہ دونوں بچوں کے بعد نفاس مانا جائیگا - یا کسی ایک کے بعد -

یہ تو متفقہ طور پر تسلیم ہے کہ نفاس ایک بچہ کے بعد مانا جائیگا لیکن امام صاحب اور امام ابو یوسف صاحب کا مسلک ہے کہ پہلے بچہ کے بعد - اور امام محمد اور امام زفر رح فرماتے ہیں کہ دوسرے بچہ کے بعد جو خون آئے - اس کو نفاس قرار دیا جائے گا - اور پہلے بچہ کے بعد جو خون آیا تھا وہ استحاضہ یعنی اثر ہے - نفاس نہیں - ۱۲ واللہ اعلم

ے ناتمام بچہ جو ساقط ہو جائے - تو اگر اس کے کچھ اعضا بن گئے تھے مثلاً انگلیاں نظر آتی ہیں یا ہاتھ یا پیر یا چہرہ وغیرہ تو اس کو بچہ تسلیم کیا جائے گا - یعنی اس پر وہی احکام نافذ ہوں گے جو صحیح بچہ کی ولادت پر مثلاً اس کے بعد جو خون آئیگا وہ نفاس مانا جائے گا - اگر اس پر طلاق پڑی ہوئی تھی تو اس پر بچہ کی ولادت پر عدت ختم مانی جائے گی - یا اگر اس کے شوہر نے مثلاً کہدیا تھا کہ جب تیرے بچہ پیدا ہو تو تجھے طلاق - تو اس بچہ کی پیدائش پر اس پر طلاق پڑ جائے گی وغیرہ وغیرہ - ۱۲

دار التالیف والاشاعت مرادآباد کی مطبوعات

خریداران رسالہ ہذا کے لئے ۲ر روپیہ کمیشن

پیشگی قیمت روانہ کرنے پر محصول ڈاک معاف

ایضاح الادلہ | مؤلفہ سیدنا شیخ الہند حضرت مولینا محمود الحسن صاحب قدس سرہ العزیز۔ احناف کی جانب سے اہل حدیث کے اعتراضات کے متعلق علمی موتیوں کا بینظیر خزانہ ہے الہامی فوائد کا قیمتی ذخیرہ ہے۔ حضرت مؤلف کا مشہور علم و فضل مضامین کے حسن و خوبی اور استناد کے لئے اعلیٰ شاہد۔ قیمت عمدہ کاغذ ۳ر معمولی کاغذ ۲ر

النور الفائض علی علم الفرائض | مؤلفہ سیدنا حضرت علامہ مولانا سید انور شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند۔ علم فرائض کے اصول کے متعلق بہترین فارسی نظم ہے اس کے یاد کر لینے پر طلبہ و علماء کیلئے علم فرائض بالکل سہل ہوجاتا ہے قیمت ۲ر

اربعین یعنی تصویر اسلام | مؤلفہ حضرت علامہ سید فخر الدین احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد۔ یہ کتاب تقریباً ڈھائی سو احادیث مقدسہ اور چالیس آیات کریمہ پر مشتمل ہے۔ ان احادیث اور روایات سے اسلام کی تمام اخلاقی، اعتقادی اور ایمانی تعلیمات کا نقشہ عام فہم اور سلیس پیرایہ میں کھینچ دیا گیا ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا از بس ضروری ہے۔ قیمت صرف ۸ر

اسلامی تعلیمات کا تبلیغی مرقع | مؤلفہ مولانا سید محمد میاں صاحب۔ یہ ایک خوبصورت نقشہ ہے جو اربعین کی طرح تمام اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ قرآن پاک کی ۱۰۱ آیات اور تقریباً دو سو احادیث صحیحہ کو بحوالہ کتب و صفحات کے ساتھ ایک نقشہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ دیوار پر چسپاں کر دیجئے۔ گویا ہر وقت واعظ آپ کے سامنے رہیگا۔ بقول حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند "دریا کو کوزہ میں بھر دیا گیا ہے" ہر مسلمان کے گھر میں اس کا رہنا ضروری ہے اور حسب الارشاد حضرت علامہ مولانا اعزاز علی صاحب ہر مسجد کے امام کو اس کا ایک حصہ ہدیۃً حاضر جماعت کو سنا دینا چاہئے۔ قیمت ۲ر ۲ر کو ٹکٹ آنے پر ارسال کیا جائیگا

اسلامی تاریخ کی پہلی کتاب یعنی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم معہ عقائد و احکام اسلام مؤلفہ مولانا سید محمد میاں صاحب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کلمہ طیبہ کی تشریح اور تفسیر اور عقائد و احکام اسلام کی تعلیم کے متعلق بینظیر کتاب ہے۔ بچوں اور عورتوں کے لئے بہت زیادہ مفید۔ نہایت خوبصورت۔ جہاں پہنچی ہے داخل درس کی جاتی ہے جلی خط میں طبع کرائی گئی ہے۔ صفحات ۹۵ قیمت ۴ر



اصلاح الرسوم | مؤلفہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مشہور و معروف کتاب ہے ہر ایک مسلمان کیلئے اسکا مطالعہ بہت مفید اور بہت ضروری ہے۔ عمل اور خیال کی اصلاح کے لئے بہترین کتاب ہے۔ بعض بعض الفاظ کے اغلاق کی شکایت تھی۔ کتب خانہ فخریہ نے حل لغات اور حاشیہ کیساتھ طبع کرایا ہے ضخامت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔ قیمت وہی ۸ر

معرفۃ التجوید | فن قرأت کے متعلق بہترین رسالہ ہے جسکو قرآن کے ساتھ بچوں کو پڑھا دینا ضروری قیمت ۱ر

مذکورہ کتب کے علاوہ ہر علم و فن کی کتابیں اس پتہ سے طلب فرمایئے

منیجر کتبخانہ فخریہ شاہی کمپنی مرادآباد

شاہی برقی پریس کے چھپے ہوئے پارے ناظرہ نرخ پر طلب کیجئے

مقاصد رسالہ

الف: سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور بالخصوص اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک اور مستند حالات پیش کرکے مسلمانوں کی مذہبی، سیاسی اور اقتصادی یعنی دینی اور تجارتی اصلاح۔ (ب) تاریخ عالم اور اقوام دنیا کے عروج و زوال کے فلسفہ اور وجوہات پر بحث کرکے مسلمانوں میں بلحاظ ترقی و عروج پیدا کرنا۔ (ج) عربی طلبہ میں عربی زبان کا مذاق پیدا کرنا۔ (د) ہندوستان و حجاز میں صحافتی رابطہ قائم کرنا۔

علماء کرام اور طلبہ کو مژدہ!

عربی زبان میں مضمون نگاری کی ضرورت کا احساس عرصہ سے کیا جا رہا ہے۔ رسالہ قائد نے بنام خدا اس ضرورت کے پورا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ کم از کم دو ورق اس مقصد کے لئے خاص رہیں گے۔ جن میں عربی مضامین اور عربی اشعار ہوں گے۔ حضرت علامۃ الحاج مولانا محمد اعزاز علی صاحب اور ادیب عرب حضرت مولینا محمد اسحق صاحب مدنی مدیر جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد اس حصہ کی خصوصیت سے سرپرستی فرمائیں گے۔

عکس ارشادات مبارکہ

سیدنا شیخ الاسلام مجاہد جلیل مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی دام ظلہم سرپرست رسالہ قائد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں نے رسالہ قائد کے بعض بعض مضامین دیکھے۔ میں پہلے ہی سے اس کے کارکنوں سے واقف ہوں۔ سب کے سب ماشاء اللہ ماہرین علم و فضل اور صحیح الخیال اشخاص میں دارالکمال افراد ہیں۔ انہیں بہت سے حضرات نے خدمات ملیہ اور وطنیہ میں عالی ہمتی کے ساتھ بہت سی قربانیاں کی ہیں۔ مجھکو قوی امید ہے کہ قوم مسلم اور تمام ہندوستانیوں کیلئے ان حضرات کے اس رسالہ کی رہنمائی نہایت صحیح اور بہت زیادہ مفید اور کارآمد ہوگی۔ میں تمام ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی ہمت افزائی کریں اور اسکی خدمت میں بشکل خریداری حصہ لیکر اپنے فرائض سے سبکدوشی حاصل کریں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالی اسکو کوشش زیادہ توفیق عمل اور توفیق اصلاح دے اور ترقی کا ذریعہ بنائے آمین۔ وباللہ التوفیق

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ
۱۲ جمادی الاول

مستقل عنوانات

جن کے ماتحت مستند اور دلچسپ مضامین ہر رسالہ میں آتے رہیں گے

(۱) تعلیمات قرآن و احادیث
(۲) ترجمہ تفسیر ابن کثیر
(۳) سیرت مقدسہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
(۴) تاریخ عالم
(۵) سیرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
(۶) سیرت اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
(۷) تاریخ اسلام
(۸) فقہیات یعنی دینی مسائل کے سلسلہ میں حضرت علامہ ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ موصلی متوفی ۶۸۳ھ کی مشہور تحریرات اور فقہی کتاب "المختار للفتوی" مع ترجمہ و حاشیہ
(۹) نادر اور قلمی کتابوں کی اشاعت
(۱۰) سیاسیات مسلم
(۱۱) اقتصادیات مسلم
(۱۲) سیاسیات حاضرہ
(۱۳) سیاسی روزنامچہ
(۱۴) فلسفہ ایمان
(۱۵) علمی اور اصلاحی افسانے
(۱۶) ادبیات
(۱۷) زبان العرب یعنی تازہ بتازہ عربی اشعار اور مضامین

[illegible] تصدیق کے لئے نمونہ طلب فرمائیے (پتہ صاف تحریر فرمائیے)

ترسیل زر و کا پتہ
(مولوی حکیم) انتظار احمد فیصل خانہ مراد آباد
(مولانا سید) محمد میاں پرنٹر و پبلشر نے شاہی برقی پریس میں چھپوا کر شائع کیا
[illegible] مراد آباد

Only Title Printed at Julali A P Works, M B.